نام ناول : دستک
مصنف : ابن صفی
قیمت : تیس روپیہ
سن اشاعت : ۱۹۸۶ء
مطبوعہ : نیو ڈیر آرٹ پرنٹرز نئی دہلی
ناشر : کتاب والا ۲۷۹۴ پہاڑی بھوجلہ دہلی

ابن صفی

دستک

تھکے تھکے سے، بوجھل لمحوں کے لیے اکسیر۔ ابن صفی کی
زندہ جاوید تحریر۔ عمران
کا ایک مکمل اور دلچسپ کارنامہ

ایسی بھیانک گرمی پہلے کبھی نہیں پڑی تھی۔ کم از کم جولیا کو تو یاد نہیں تھا کہ کسی سال کئی دنوں تک مسلسل حبس رہا ہو۔ بس دو چار گھنٹوں حبس ہوتا اور پھر سمندر کی طرف سے چلنے والی ٹھنڈی ہوائیں۔ اُن چند گھنٹوں کی کوفت دُور کرنے لگتیں لیکن اس بار تو قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ شہر میں گرمی کی وجہ سے اب تک کئی اموات ہو چکی تھیں۔

جولیانا فٹنر واٹر زیادہ تر وقت اپنی ائیر کنڈیشنڈ خواب گاہ میں گزارنے لگی تھی۔ اس وقت بھی لنچ کرنے کے بعد سیدھی یہیں چلی آئی تھی۔ موسم کی سختی نے اُس کی صحت کو بھی کسی قدر متاثر کیا تھا۔ ذہن پر ہر وقت غنودگی سی مسلط رہتی تھی۔ کسی کام میں دل نہیں لگتا تھا۔ سائیکو مینشن بھی نہیں جاتی تھی۔ کبھی کبھی اپنے ساتھیوں پر غصہ آتا کہ کسی نے فون پر بھی معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی کہ وہ کس حال میں ہے۔ عمران کا تو قریباً پندرہ دن سے پتا نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے۔ اس دوران میں کئی بار اس کے فلیٹ سے بھی معلوم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اُدھر سے ہمیشہ لاعلمی ہی کا اظہار ہوا تھا۔ بہرحال اُسے ایسا ہی محسوس ہوتا تھا جیسے اس بھرے پرے شہر میں تنہا رہ گئی ہو۔ اس وقت بھی اُس کے ذہن پر یہی تاثر طاری تھا اور وہ اونگھ رہی تھی۔ اچانک فون کی گھنٹی بجی اور وہ چونک پڑی۔ اور کوئی موقع ہوتا تو اس سُرور انگیز غنودگی میں خلل پڑنے پر وہ چراغ پا ہو جاتی لیکن اس وقت تو گھنٹی کی یہ آواز مونس تنہائی لگی تھی۔ ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے فون کا ریسیور اُٹھایا اور بڑی مترنم آواز میں "ہیلو" کہہ کر آنکھیں بند کر لیں لیکن پھر بوکھلا کر اُٹھ بیٹھی کیونکہ ایکس ٹو کی آواز نے گویا سماعت پر آرے چلا دیے تھے۔

"یس سر!"

"کیا کر رہی ہو؟"

"بس... بس... یونہی..."

"ان نالائقوں کی صحبت میں شاید تمہیں بھی قیلولے کی عادت پڑ گئی ہے۔"

"جی... نہیں، ایسی تو کوئی بات نہیں!"

"خیر سنو، تمہیں آج شام سات بجے والی فلائٹ سے سردار گڑھ جانا ہے۔"

ابنِ صفی

●

دستک

●

[illegible]
لے لکھے ابنِ صفی کی
زندہ و جاوید تحریر عمران
کا ایک مکمل اور دلچسپ کارنامہ

ایسی بھیانک گرمی پہلے کبھی نہیں پڑی تھی، کم از کم جولیا کو تو یاد نہیں تھا کہ کسی سال کئی دنوں تک مسلسل حبس رہا ہو۔ بس دو چار گھنٹوں حبس ہوتا اور پھر سمندر کی طرف سے چلنے والی ٹھنڈی ہوائیں، ان چند گھنٹوں کی کوفت دور کرنے لگتیں لیکن اس بار تو قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ شہر میں گرمی کی وجہ سے اب تک کئی اموات ہو چکی تھیں۔

جولیانا فٹز واٹر زیادہ تر وقت اپنی ائر کنڈیشنڈ خواب گاہ میں گزارنے لگی تھی۔ اس وقت بھی لنچ کرنے کے بعد سیدھی یہیں چلی آئی تھی۔ موسم کی سختی نے اس کی صحت کو بھی کسی قدر متاثر کیا تھا۔ ذہن پر ہر وقت غنودگی سی مسلط رہتی تھی۔ کسی کام میں دل نہیں لگتا تھا۔ سائیکو مینشن بھی نہیں جاتی تھی۔ کبھی کبھی اپنے ساتھیوں پر غصہ آتا کہ کسی نے فون پر بھی یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی کہ وہ کس حال میں ہے۔ عمران کا تو قریباً پندرہ دن سے پتا نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے۔ اس دوران میں کئی بار اس کے فلیٹ سے بھی معلوم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اُدھر سے ہمیشہ لاعلمی ہی کا اظہار ہوا تھا۔ بہرحال اُسے ایسا ہی محسوس ہوتا تھا جیسے اس بھرے پُرے شہر میں تنہا رہ گئی ہو۔ اس وقت بھی اس کے ذہن پر یہی تاثر طاری تھا اور وہ اداس ہو رہی تھی۔ اچانک فون کی گھنٹی بجی اور وہ چونک پڑی۔ اور کوئی موقع ہوتا تو اس سرور انگیز غنودگی میں خلل پڑنے پر وہ جھنجھلا جاتی لیکن اس وقت تو گھنٹی کی یہ آواز مونسِ تنہائی لگی تھی۔ ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے فون کا ریسیور اٹھایا اور بڑی مترنم آواز میں "ہیلو" کہہ کر آنکھیں بند کر لیں لیکن پھر جھٹکا کھا کر اٹھ بیٹھی کیونکہ ایکس ٹو کی آواز نے گویا سماعت پر آرے چلا دیئے تھے۔

"یس سر!"

"کیا کر رہی ہو؟"

"ج... جی... یونہی..."

"ان نالائقوں کی صحبت میں شاید تمہیں بھی قیلولے کی عادت پڑ گئی ہے!"

"جی... نہیں، ایسی تو کوئی بات نہیں!"

"خیر سنو! تمہیں آج شام سات بجے والی فلائٹ سے سردار گڑھ جانا ہے!"

نام ناول : دستک
مصنف : ابن صفی
قیمت : تئیس روپیہ
سن اشاعت : ۱۹۸۶ء
مطبوعہ : نیو ڈیر آرٹ پرنٹرز نئی دہلی
ناشر : کتاب والا ۲۷۹۴ پہاڑی بھوجلہ دہلی

١ - موت کی آہٹ
٢ - دوسرا رخ
٣ - چٹانوں کا راز
٤ - ٹھنڈا سورج

"مس سردار گڑھ"۔

"ہاں پوری بات سنو"۔ ایکسٹو غرایا اور جولیا کے کان جھنجھنا اٹھے

"یس سر! میں سن رہی ہوں"۔ جولیا چہکتی ہوئی آواز میں بولی۔

"کیا ابھی تک سو رہی تھیں"؟

"نہیں جناب"۔

"سردار گڑھ کے نام پر خوش ہوگی۔ ہل اسٹیشن ہے نا۔ یہاں کی گرمی سے نجات مل جائے گی"۔

"گرم ترین مقام پر بھی بھیجی جا سکتی ہوں"۔ جولیا نے مردہ سی آواز میں کہا۔

"تم مسز عمران کی حیثیت سے سفر کرو گی۔ کاغذات جلد ہی تم تک پہنچ جائیں گے۔ جو کاغذات پہنچائے گا اسی سے اس سفر کی تفصیل بھی معلوم ہو جائے گی"۔

"بہت بہتر جناب"۔

"ویری ویل۔۔۔" کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی اور جولیا نے طویل سانس لے کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

سردار گڑھ۔ ٹھیک ہے گاڈ! مجھ پر رحم آ ہی گیا۔ ورنہ اس شہر کی گرمی اور گھٹن میرا خاتمہ ہی کر دیتی لیکن یہ مسز عمران۔۔۔ پھر مسٹر عمران بھی ہوگا کوئی۔ ورنہ مسز ہونے کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا۔ کیا عمران نے کوئی نیا گل کھلایا ہے؟ عمران اور عمران کی ہوتی کیفیت یکساں ہے۔ مگر اس قسم کا کوئی ڈرامہ ہے تو پھر اس بار عمران بھی کیا یاد کرے گا۔

وہ پھر لوٹ گئی اور پھر ذرا ہی سی دیر میں ایسی گہری نیند آئی تھی جیسے اس کی پریشانیوں کا کوئی اختتام ہی ہو گیا ہو۔ دوبارہ بھی گھنٹی ہی کی آواز سے نیند کا سلسلہ ٹوٹا تھا لیکن یہ فون کی گھنٹی نہیں تھی کوئی باہر سے کال بیل کا بٹن دبا رہا تھا۔ اس نے گھڑی دیکھی ٹھیک چار بجے تھے۔ اسے یاد آیا کہ ایکسٹو نے کسی کو بھیجا ہوگا۔ وہ جلدی سے اٹھی سلیپنگ گاؤن پہنا اور خواب گاہ سے نکل کر صدر دروازے کی طرف چل پڑی۔

آنے والا صفدر تھا۔ جولیا اسے اندر آنے کا راستہ دینے کے لیے ایک طرف ہٹ گئی اور صفدر بولا "شاید میں تمہارے آرام میں مخل ہوا ہوں"۔

"فکر نہ کرو۔ آؤ"۔ وہ اسے سٹنگ روم میں لے آئی اور بولی "چیف سے پہلے ہی اطلاع مل چکی ہے"۔

"اسی لیے ہشاش بشاش نظر آ رہی ہو۔ ورنہ اس طرح جگایا جانا پسند نہیں کرتیں"۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے بھی کب کہا ہے کہ ہر وقت شرافت کے موڈ میں رہتی ہوں۔ بیٹھو۔ لیکن قصہ کیا ہے"؟

صفدر نے بیٹھ کر بریف کیس زانوؤں پر رکھ لیا اور اسے کھولتا ہوا بولا "مادام لیسی ماتیف شیران کے کاغذات ہیں۔ پاسپورٹ پر تمہاری تصویر ہے اور پاسپورٹ فرانسیسی حکومت کا جاری کردہ ہے۔ ویزے پر پہنچنے کی تاریخ درج ہے اور تم پیرس سے آئی ہو"۔

"چیف نے مسز عمران کہا تھا"۔

"ہو سکتا ہے چیف کو فرانسیسی نہ آتی ہو۔ انگلش میں تو عمران ہی پڑھا جائے گا۔ ویسے ہے شیران۔۔۔"

"میں کبھی تھی شاید عمران کا کوئی چکر ہے"۔

"عمران بروزن عمران۔۔۔ واہ۔۔۔"

"تو یہ شخص شیران۔۔۔"

"تمہارا شوہر ہے کئی سال سے یہاں مقیم ہے۔ تم سے جھگڑا ہوا تھا اس لیے تم پیرس میں رہتی تھیں۔ اب مصالحت ہو گئی ہے لہٰذا تم بھی یہیں آ گئی ہو"۔

"تب تو پوچھ رہی ہوں آخر یہ شیران کیا بلا ہے"۔

"بتا تو رہا ہوں شوہر ہے۔ مادام لیسی ماتیف کا"۔

"اور میں لیسی ماتیف کا رول ادا کروں گی"۔

"ظاہر ہے"۔

"اور وہ مجھے اپنی بیوی تسلیم کرے گا"؟

"نہ کرے تو اول درجے کا احمق کہلائے گا"۔

"کیا مطلب"؟

"اگر کوئی تم جیسی عورت مجھ سے آ کر کہے کہ وہ میری بیوی ہے تو میں بسر و چشم تسلیم کر لوں گا"۔

"مذاق اڑا رہے ہو میرا"۔ وہ آنکھیں نکال کر غرائی۔

"حقیقت عرض کر رہا ہوں مادام شیران"۔

"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ پوری بات بتاؤ"۔ وہ اکتاہٹ سے بولی۔

"سردار گڑھ کے گرینڈ ہوٹل میں اس نے تمہارے لیے کمرہ مخصوص کرا دیا ہے۔ یا تو وہ وہیں تمہارا منتظر ہوگا یا بعد میں آ کر تم سے وہیں ملے گا۔ بس گرینڈ ہوٹل پہنچ کر کاؤنٹر کلرک کو اپنا نام بتا دو گی اور تمہیں اس کمرے میں پہنچا دیا جائے گا۔ اگر کوئی تمہارے کاغذات دیکھنا چاہے تو دکھا دینا"۔

"میں اصلیت جاننا چاہتی ہوں"۔ جولیا جھنجھلا کر بولی۔

"جتنا مجھ سے کہا گیا ہے عرض کر چکا مسز شیران"۔

"اور مجھے تنہا جانا ہوگا"؟

"میں اس سلسلے میں بھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اسی لفافے میں جہاز کا ٹکٹ بھی موجود ہے۔ چونکہ سامان سفر کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں کی گئی اس لیے خالص دودھ کے لیے تم اپنی بھینسیں بھی ساتھ لے جا سکتی ہو"۔

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں"۔

"مطلب یہ تھا کہ سامان سفر کا انتخاب تم خود کرو گی"۔

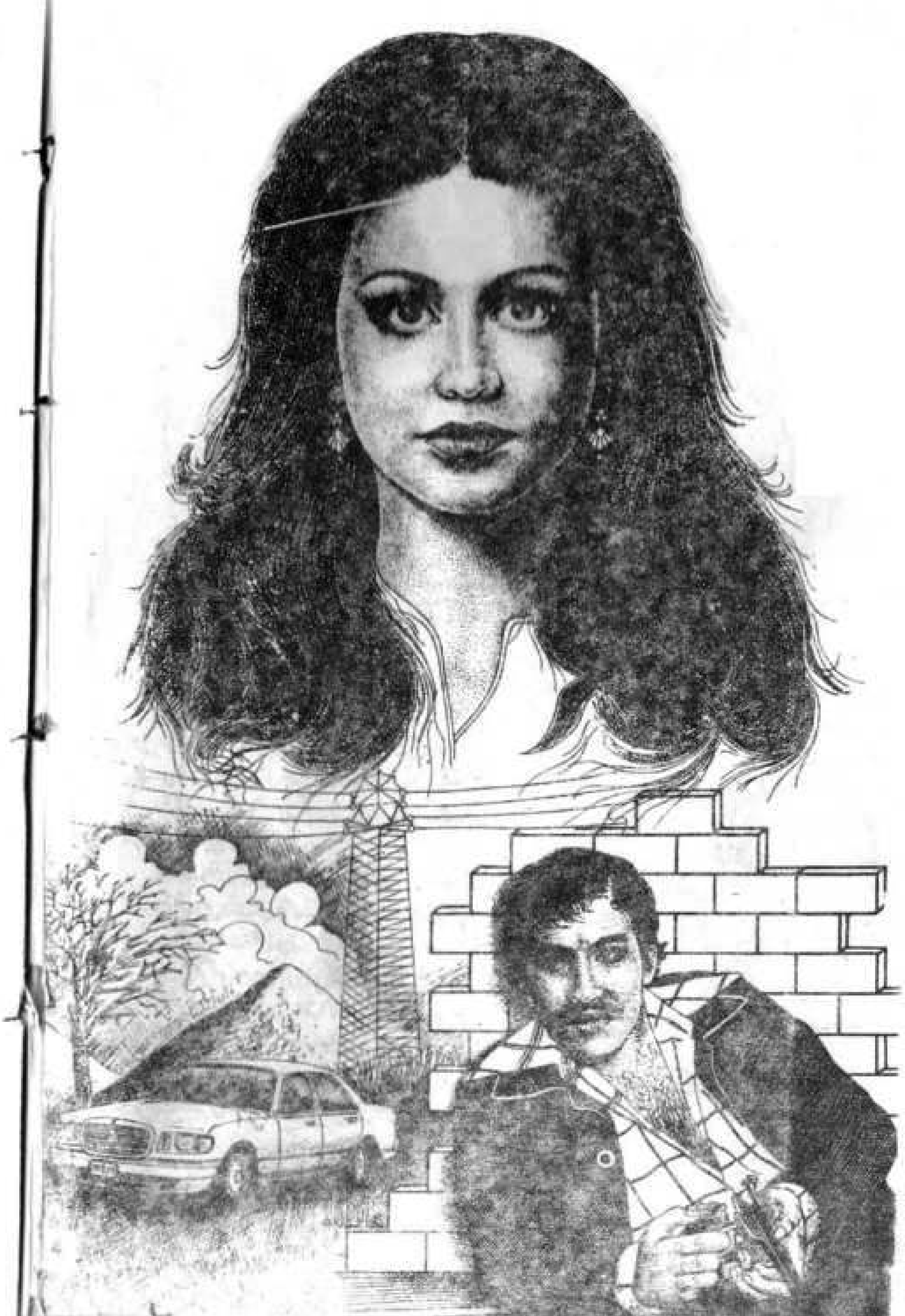

پھر بات ختم ہو گئی تھی اور وہ رخصت ہو گیا تھا۔ جولیا نے ایکس ٹو کے فون کے نمبر ڈائیل کیے لیکن ایسا لگا جیسے وہ فون ہی ڈیڈ ہو گیا ہو۔ جھنجھلا کر ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ وہ اپنی تیاری کرتی رہی۔ جلدی جلدی عنودی سلمان سیتا اور خود پر جھنجھلاتی رہی کہ آخر وہ مقامی عورتوں کی طرح کیوں ہوتی جا رہی ہے۔ اس کی فکر کیوں ہے کہ سردار گڑھ پہنچ کر کیا ہو گا۔ دیکھی جائے گی۔ جو کچھ ہو گا۔ ہو سکتا ہے چیران یا شیمران، عمران ہی ہو۔ اگر ایسا ہوا تو خاصی تفریح رہے گی وہ بھی کیا یاد کرے گا۔ ایک ٹیکسی طلب کر کے ایئر پورٹ پہنچی۔ خیال تھا ممکن ہے کہ ساتھیوں میں سے کوئی ایئر پورٹ پر مل جائے لیکن ایسا بھی نہ ہوا۔ جہاز میں اپنی سیٹ پر بیٹھ جانے کے بعد بھی سوچ رہی تھی کہ شاید یہیں کوئی موجود ہو لیکن اکانومی کلاس میں تو کوئی نہ دکھائی دیا۔ اور بہ ہم جہنم میں جائے۔ وہ شانوں کو جنبش دے کر بڑبڑائی۔ گرمی اور حبس سے تو نجات مل جائے گی۔

"مس کیا فرمایا؟" برابر کی سیٹ پر بیٹھا ہوا بوڑھا آدمی چونک کر بولا۔

"آپ حیرت سے تو ہیں نا؟" جولیا نے ہنس کر پوچھا۔

"کیا ہم پہلے کہیں مل چکے ہیں؟" بوڑھے نے حیرت سے کہا۔ مقامی ہی آدمی تھا لیکن رکھ رکھاؤ اور نفاست پسند معلوم ہوتا تھا۔

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میں ہر بوڑھے آدمی کو اپنا باپ سمجھتی ہوں، خواہ وہ کسی رنگ یا نسل سے تعلق رکھتا ہو۔"

"اب میں اتنا بوڑھا بھی نہیں ہوں۔ خیر، کہاں سے آئی ہو؟"

"فرانس سے۔"

"وہیں کی باشندہ ہو؟"

"جی ہاں۔"

"کیا وہاں اب بھی آرسین لوپن کے ناول اسی ذوق و شوق سے پڑھے جاتے ہیں؟"

"پتا نہیں مجھے قصے کہانیوں سے کبھی دلچسپی نہیں رہی۔"

"تم کیا کرتی ہو؟"

"میں کچھ بھی نہیں کرتی۔ فرانس میں صاحب جائداد ہوں۔"

"یہاں کیوں آئی ہو؟"

"کیا تم کسی اخبار میں شذرہ لکھنے کا کام کرتے ہو؟"

"یہی سمجھ لو۔"

"تب تو مجھے اپنی زبان بند رکھنی چاہیے۔"

"او ہو۔ تو کیا تم فرانس کی کوئی اہم شخصیت ہو؟"

جولیا نے کوئی جواب دینے کی بجائے دوسری طرف منہ پھیر لیا اور بوڑھے نے جلدی سے کہا۔ "میں سردار گڑھ کی اہم شخصیت ہوں۔"

"او، اچھا۔" جولیا سرد لہجے میں بولی۔

"تم سردار گڑھ کیوں جا رہی ہو؟"

"اپنے شوہر کے پاس جا رہی ہوں۔"

"او ہو کیا نام ہے شوہر کا۔ شاید میں جانتا ہوں۔"

"مسٹر چیران۔"

"اوہ تو تم بھی اس بے چارے کو چیران ہی کہتی ہو حالانکہ ..."

"میں شیمران کہتی ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ مقامی لوگ اس کے نام کا تلفظ انگریزی میں کرتے ہیں۔ کیا آپ انھیں جانتے ہیں؟"

"کیوں نہیں۔ تقریباً دس سال سے وہ سردار گڑھ میں مقیم ہے لیکن اب تم اچانک کیوں آ گئی ہو۔ بے چارہ دس سال سے تنہائی کی زندگی گزار رہا ہے۔"

"میں یہاں نہیں آنا چاہتی تھی۔ میں چاہتی تھی کہ وہ فرانس ہی میں قیام کرے۔"

"لیکن اسے ہمارے ملک سے محبت ہے۔ اس نے سردار گڑھ میں بہت سے فلاحی کام کیے ہیں۔ مقامی لوگ اسے بہت پسند کرتے ہیں۔ اس کی عزت کرتے ہیں اور وہ بھی سردار گڑھ کی ایک اہم شخصیت بن گیا ہے۔"

جولیا کے سارے ہوش و حواس بجا ہو گئے۔ تو وہ عمران نہیں معلوم ہوتا۔ پتا نہیں کون ہے؟ "چیران" کہ وہ عمران ہی کا کوئی شگوفہ بھی تھی لیکن اس بوڑھے کی گفتگو نے ایک بار پھر اس کے ذہن کو ادھر ادھر بھٹکنے پر مجبور کر دیا لیکن وہ بوڑھے سے اس کے سلسلے میں مزید پوچھ گچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔

"مجھے سردار امان کہتے ہیں۔ تم اپنے شوہر سے میرا ذکر کرنا وہ مجھے پہچان جائے گا۔"

"ضرور کروں گی۔"

"پچھلے دنوں میں نے سنا تھا کہ وہ کچھ علیل ہے۔ میں عیادت کو نہیں جا سکا کہیں فرصت میں آؤں گا۔"

"بہت بہت شکریہ۔" جولیا مسکرا کر بولی۔ "میرا نام لیسی ہے۔"

"تم بھی یہیں رہ جاؤ۔ واپس مت جانا۔"

"حالات پر منحصر ہے۔"

"سردار گڑھ تمھیں پسند آئے گا۔ میں اسے چھوٹا سا سوئٹزرلینڈ کہتا ہوں۔"

"میرا شوہر بھی اس کی تعریفیں لکھتا رہا ہے۔"

"شیمران کا خیال ہے کہ مشرق سکون کا گھر ہے۔"

"اب دیکھوں گی تو معلوم ہو گا۔"

دفعتاً جہاز کے ٹیک آف کرنے کا اعلان ہوا اور حفاظتی پیٹیاں کس لینے کی درخواست کی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ خاصی بلندی پر پرواز کر رہے تھے۔ جولیا بور ہو رہی تھی اور سردار امان اونگھ رہا تھا۔ وہ مسلسل سوچے جا رہی تھی۔ اگر دس سال سے وہ سردار گڑھ میں مقیم ہے تو اس کا گھر بھی ہو گا۔ ہوٹل میں تو نہ رہتا ہو گا پھر گرینڈ ہوٹل کے کسی کمرے میں ملاقات کی کیوں ٹھہری تھی۔ اس کا دل چاہا کہ وہ اس مسئلے پر سردار امان سے تبادلۂ خیال کرے۔ اس نے کن انکھیوں سے دیکھا۔ سردار امان کی آنکھیں بند تھیں اور وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ جولیا نے اپنے ہینڈ بیگ سے ایک کتاب نکالی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگی۔ سردار گڑھ پہنچنے تک بوڑھا سوتا ہی رہا تھا۔ اس وقت بھی نہ اٹھا جب جہاز کی لینڈنگ کے لیے حفاظتی پیٹیاں کس لینے کو کہا جا رہا تھا۔ جولیا نے اس کا شانہ پکڑ کر ہلایا۔

"کیا ہوا؟" وہ بوکھلا کر اردو میں بولا پھر کسی قدر ہوش بحال ہونے پر انگریزی میں پوچھا۔ "کیا کہہ رہی ہو؟"

"پیٹیاں کس لو جہاز لینڈ کرنے کے لیے چکر لگا رہا ہے۔"

"اوہ اچھا شکریہ۔ میں گہری نیند سویا تھا۔ خلائی سفر کے دوران میں یہ میری عادت بن گئی ہے۔"

جہاز سے اترنے کے بعد بھی سردار امان اس کے ساتھ ہی رہا۔

"شیمران تمھیں لینے آیا ہو گا؟" اس نے پوچھا۔

"میں نے یہاں پہنچنے کی تاریخ سے اسے مطلع نہیں کیا تھا۔ میری عادت ہے کہ کہیں پہنچنے سے پہلے کسی کو مطلع نہیں کرتی اور میری اس عادت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس نے مجھے لکھا تھا کہ جب بھی آؤں یہاں کے گرینڈ ہوٹل میں پہنچ جاؤں اس نے وہاں کمرہ مخصوص کرا دیا ہے۔"

"بڑی عجیب بات ہے لیکن میں تمھیں براہ راست اس کی کوٹھی تک پہنچا سکتا ہوں۔"

"اوہ نہیں شکریہ۔"

"کوئی دشواری نہ ہو گی۔ باہر میری گاڑی موجود ہے۔"

"نہیں، میں چاہتی ہوں کہ وہ خود گرینڈ ہوٹل آ کر مجھے اپنے ساتھ لے جائے۔"

"اچھی بات ہے تو پھر میں تمھیں گرینڈ ہوٹل تک پہنچائے دیتا ہوں۔"

"میں شکرگزار ہوں گی۔"

"اوہ کوئی بات نہیں۔"

ایک اسٹریم لائنڈ مرسڈیز کار باہر موجود تھی اور وردی پوش شوفر نے بڑھ کر سلام کر کے دروازہ کھولا۔ ان دونوں کے بیٹھ جانے کے بعد جولیا کے سوٹ کیس ڈگی میں رکھ دیے۔

"گرینڈ ہوٹل کی طرف چلو۔" سردار امان نے شوفر سے کہا اور گاڑی حرکت میں آ گئی۔ "بات کچھ میری سمجھ میں نہیں آئی۔ شیمران تمھیں گھر کا پتہ بھی لکھ سکتا تھا۔ آخر گرینڈ ہوٹل کیوں؟" بوڑھے نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"ہو سکتا ہے اپنے اس شوق کو پورا کرنا چاہتا ہو کہ خود مجھے اور ریسیو کر کے اپنے ساتھ گھر لے جائے۔"

"ہاں، یہ ہو سکتا ہے۔ فطرتاً نازک خیال بھی ہے۔ بہت ہی عجیب آدمی ہے عام لوگوں سے بالکل مختلف ..."

جولیا کچھ نہ بولی پھر وہ گرینڈ ہوٹل بھی پہنچ گئے۔ سردار امان جولیا کے ساتھ اندر گیا اور ہوٹل کے کاؤنٹر تک آیا۔ جیسے ہی شیمران کا حوالہ دیا گیا کاؤنٹر کلرک کچھ بے چین سا نظر آنے لگا اور اس نے ہکلاتے ہوئے کہا کہ وہ انھیں ان کے کمرے میں لے جائے۔ یہ مرحلہ بھی طے ہو گیا اور جولیا نے محسوس کیا کہ بیرا کاؤنٹر کلرک سے بھی زیادہ بدحواس نظر آنے لگا ہے۔

"خاتون! مجھے بے حد افسوس ہے۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "مسیو شیمران کل ایکسیڈنٹ کے چند منٹ بعد رحلت کر گئے۔"

"نہیں ..." جولیا دیوانگی کے سے انداز میں چیخی اور خود بھی اپنی اس بے ساختہ اداکاری پر متحیر رہ گئی۔ دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپایا اور سردار امان نے خفیف لہجے میں بیرے سے کہا۔

"تمھیں اس طرح یہ خبر نہیں سنانی چاہیے تھی۔"

پھر وہ جولیا کا شانہ تھپک تھپک کر تسلی آمیز جملے ادا کرنے لگا۔

"مجھے افسوس ہے سردار صاحب۔ میں بہت نروس ہو رہا ہوں۔" بیرے نے کہا۔

"خیر خیر لیکن اب کیا کرنا ہے؟"

"میں کیا عرض کروں جناب۔"

وہ دونوں اردو میں گفتگو کر رہے تھے۔ جولیا دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے سسکیاں لیتی رہی۔

"لاش کہاں ہے؟"

"آخری رسوم کے لیے چرچ میں پہنچا دی گئی ہے۔ مادام کا انتظار تھا۔"

"کوٹھی پر کون ہے؟"

"سکریٹری اور تین ملازمین۔"

"تو پھر اسے کوٹھی ہی جانا چاہیے۔ اتفاق سے جہاز پر ملاقات ہو گئی اور تعارف بھی ہو گیا۔ وہ دکھی پریشانی میں پڑتی جا رہی ہے۔" سردار امان پھر جولیا کی طرف متوجہ ہو گیا۔ "صبر کرو، اچھی بچی۔ اب صبر کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ میں تمھیں تمھارے گھر لے چلوں گا۔"

"اب میں یہاں تمھارے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتی۔" وہ سسکیاں لیتی ہوئی بولی۔

"تمھارے سلسلے میں مجھے اپنے فرض کا پورا پورا احساس ہے۔ تم بالکل بے فکر رہو۔"

وہ باہر نکلے ہی تھے کہ ڈیوٹی پر موجود نرسوں سے جلتا ہوا ڈاکٹر ان کے قریب آ گیا۔ اور کسی قدر معذرت چاہتا ہوا بولا: "معافی چاہتا ہوں مسٹر سوداماں صاحب! مجھے صحیح طور پر علم نہیں تھا کہ لاش ابھی اسپتال کے سرد خانے ہی میں ہے۔ جب تک ضروری کارروائی نہیں ہو جاتی۔"

"شکریہ! ہم دیکھ لیں گے۔" سوداماں نے کہا اور جولیا کو گاڑی میں بٹھانے لگا۔ پھر گاڑی کے حرکت میں آ جانے کے بعد اس نے لاش کے بارے میں جولیا کو بتایا تھا۔

"میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا۔ کاش میں نے شیراں کا کہا مان لیا ہوتا۔ اس کے ساتھ ہی رہتی۔ خدا نخواستہ کیسی بےبسی کے عالم میں دنیا سے رخصت ہوا ہو گا۔" خاموش ہو کر وہ پھر سسکیاں لینے لگی لیکن دل ہی دل میں ایسی ہنسی آ رہی تھی جو ترنگ بنا رہی تھی۔ آہ سے اس کے کانوں تک بھی نہ پہنچ سکی تھی۔ سوداماں اُسے برابر تسلیاں دیے جا رہا تھا۔

★★

وہ جدید طرز کی ایک کشادہ عمارت تھی جس کے اطراف میں بڑے سلیقے سے ایک باغ ترتیب دیا گیا تھا۔ شیراں کی سیکرٹری جو گندمی رنگت والی ایک خوبصورت مقامی عیسائی لڑکی تھی، بادیدۂ پُرنم جولیا سے ملی تھی۔ ملازمین بھی وہیں موجود تھے۔ جولیا سٹنگ روم میں بیٹھی رہی۔ سوداماں صبح کو آنے کا کہہ کر چلا گیا تھا اور اپنا فون نمبر بھی اُسے دے گیا تھا کہ اگر صبح سے پہلے ہی کوئی ضرورت پیش آ جائے تو وہ بے تکلفی سے اُسے کال کر لے۔ جولیا دل ہی دل میں ہنس رہی تھی کہ شوہر کی شکل دیکھنے سے پہلے ہی بیوہ بھی ہو گئی۔ آخر چکر کیا ہے۔ ایکس ٹو اگر اسے اصل معاملے سے آگاہ کر دیتا تو زیادہ بہتر تھا۔ پتا نہیں لاعلمی میں کہاں لغزش ہو جائے اور اس کے کیا نتائج نکلیں۔ اب یہی ایک دشواری تھی کہ پہلے کبھی اچانک بیوہ ہو جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ پتا نہیں اس کی شکل بیوہ جیسی لگ بھی رہی ہے یا نہیں۔

"اب ہم لوگوں کے لیے کیا حکم ہے مادام؟" دفعتاً شیراں کی سیکرٹری نے سہمے سہمے پوچھا۔

"مجھے کچھ نہیں معلوم۔ سب کچھ بدستور قائم رہے گا۔ یا پھر شیراں کے وصیت نامے کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ اس کے قانونی مشیر کو مطلع کر دو کہ میں پہنچ گئی ہوں۔"

"رات کے تین بجے ہیں۔" سیکرٹری بولی۔ "اس وقت اطلاع دینا مناسب نہیں۔"

"پھر صبح پر رکھو۔"

"اب آرام کیجیے۔ میں نے آپ کی خواب گاہ اپنے طور پر ٹھیک کر دی تھی۔ اب جو آپ تبدیلی چاہیں گی کر دی جائے گی۔"

جولیا اس کی بات کاٹ کر بولی: "کیا وہ بہت بیمار تھا؟"

"علالت کا سلسلہ تو چھ ماہ سے چل رہا تھا۔"

"لیکن یقین کرو اس نے مجھے کبھی نہیں لکھا کہ وہ بیمار بھی ہے۔ بس اس کی خواہش تھی کہ اس کے پاس پہنچ جاؤں۔ خواہ چند ہی لمحوں کے لیے آ سکوں۔"

"مسٹر شیراں بہت اچھے تھے مادام۔ دوسروں کے ذہنوں پر کسی قسم کا بھی بار ڈالنا پسند نہیں کرتے تھے۔"

"ہاں وہ بہت اچھا تھا۔" جولیا گلوگیر آواز میں بولی۔ "کاش میں اتنی ضدی نہ ہوتی۔"

"آخری وقت میں بھی انھوں نے آپ ہی کی باتیں کی تھیں۔"

"اوہ۔" جولیا نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا اور سسکیاں لینے لگی۔ بے چاری سیکرٹری ایسی ہو گئی کہ آواز کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی بنا پر حلق میں پھندے لگ رہے تھے۔

"صبر کیجیے مادام۔" وہ کپکپاتی آواز میں بولی۔

"میرے بارے میں کیا باتیں کرتا تھا؟" اس نے تھوڑی دیر بعد گھٹی گھٹی سی آواز میں پوچھا۔

"یہی کہ آپ دل کی بری نہیں ہیں بلکہ اپنے مرحوم باپ کی وصیت کا پاس کر رہی ہیں جن کی خواہش تھی کہ آپ اپنے آبائی مکان کو کبھی خیرباد نہ کہیں۔"

"یہ ٹھیک ہے۔" جولیا سر ہلا کر بولی۔

"کبھی کبھی افسوس کرتے تھے کہ خواہ انھوں نے فرانس چھوڑنے کا فیصلہ کر کے غلطی کی لیکن وہ اپنے ہم وطنوں سے دل برداشتہ ہو گئے تھے۔"

"تو اب یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے۔ کاش میں نے اس کی زندگی ہی میں اسے سمجھانے کی کوشش کی ہوتی۔" جولیا سسک کر رہ گئی۔ ویسے اس کا دل چاہ رہا تھا کہ زور سے ایک قہقہہ لگائے۔ یہ سب کچھ اس کے لیے تھا جس کی شکل بھی اس نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

"مسٹر شیراں بہت اچھے تھے۔" سیکرٹری بولی۔ "لیکن اس کے طور طریق بھی..." وہ جملہ پورا کیے بغیر خاموش ہو گئی۔

"کیا کہنا چاہتی ہو؟" جولیا سنبھل کر بیٹھ گئی۔

"اس کے باوجود بھی کچھ لوگ ان کے دشمن تھے۔ انھوں نے کبھی کسی کے ساتھ کوئی برائی نہیں کی تھی۔ عام آدمیوں کی فلاح و بہبود کے لیے بہت کچھ کرتے رہتے تھے۔ میں نے انھیں کبھی کسی سے جھگڑا کرتے نہیں دیکھا۔ بے حد نرم دل اور میٹھی زبان۔ کہتے تھے پھر بھی کچھ لوگ انھیں پریشان کرتے رہتے تھے۔"

جولیا مزید چوکنی ہو گئی۔

"کچھ لوگ پریشان کر رہے تھے؟" جولیا نے حیرت سے دہرایا۔

"جی ہاں مادام۔ انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں اپنی بیوی کے یہاں پہنچنے سے پہلے مر جاؤں تو تم مکان میں کسی کو بھی داخل نہ ہونے دینا۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔"

"یہ تینوں ملازم جن سے آپ کچھ دیر پہلے مل چکی ہیں، ریٹائرڈ فوجی اور بہت اچھے نشانہ باز ہیں۔ مسٹر شیراں نے ان کی خدمات اسی لیے حاصل کی تھیں کہ وہ مکان کی اچھی طرح نگرانی کر سکیں۔"

"خدا کی پناہ! تو کیا ایسی دشمنیاں تھیں اور اس نے پولیس سے مدد نہیں لی؟"

"نہیں مادام۔ مجھے بھی اس پر حیرت ہے۔"

"حیرت کی کوئی بات نہیں۔" جولیا سنبھل کر بولی۔ "وہ ایسا ہی تھا۔ اپنے معاملات خود نپٹاتا تھا خواہ حالات کتنے ہی خراب کیوں نہ ہوں۔ خیر ہاں تو کیا تم مستقل طور پر یہیں رہتی ہو؟"

"نہیں مادام، لیکن جب مسٹر شیراں اسپتال منتقل ہو گئے تھے تو رہنا ہی پڑا تھا۔ انھوں نے مجھ پر گھر کی دیکھ بھال کی ذمہ داری بھی ڈال دی تھی۔ وہ اتنے اچھے تھے کہ میں ان کے لیے سر قربان کر سکتی تھی لیکن آپ اس کا کوئی غلط مطلب نہ لیجیے گا مادام۔ انھوں نے مجھے اتنی شفقت دی تھی کہ سگا باپ بھی نہ دے سکتا۔ وہ مجھے بیٹی کی طرح سمجھتے تھے۔" سیکرٹری کی آواز گلوگیر ہو گئی اور آنکھوں میں آنسو چھلک آئے۔

"اوہ نہیں۔" جولیا جلدی سے بولی۔ "میں سمجھتی ہوں وہ بہت اچھا آدمی تھا۔ اسے فرانس کی عورتوں کی بے راہ روی ناپسند تھی۔ وہ مشرق کا اسی لیے مداح تھا کہ یہاں اب بھی خیالات میں پاکیزگی پائی جاتی ہے۔ لوگ برائی کو برائی ہی سمجھتے ہیں۔ اُسے تفریح کا نام دے کر اس کا پرچار نہیں کرتے۔ خیالات کے اعتبار سے شیراں بے حد مشرقی تھا۔"

سیکرٹری کے گالوں پر دو چار آنسو اور ڈھلک آئے اور اب جولیا کا سر نیند کے دباؤ سے بھاری ہونے لگا تھا۔

"اچھی بات ہے۔" وہ تھکی تھکی سی آواز میں بولی۔ "اب مجھے میری خواب گاہ دکھا دو۔" بستر پر لیٹتے ہی سو گئی تھی۔ پھر پتا نہیں کیسے اچانک آنکھ کھل گئی۔ کانوں میں سیٹیاں سی بج رہی تھیں اور بالکل ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے سوتے میں اعصاب پر کسی قسم کا دباؤ پڑا ہو۔ پھر اس نے ایک چیخ سنی۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں اور کوئی وزنی چیز کہیں فرش پر گری تھی۔ جولیا نے اپنے ہینڈ بیگ میں ہاتھ ڈال کر اعشاریہ دو پانچ کا پستول نکالا اور بستر سے اتر آئی۔ ٹھیک اسی وقت عمارت کے کسی اور گوشے سے فائر کی آواز آئی تھی۔ وہ پستول سنبھالے ہوئے دروازے کے قریب آ گئی۔ انداز میں کسی قدر ہچکچاہٹ پائی جاتی تھی۔ پوری عمارت بھی تو اس نے نہیں دیکھی تھی۔ تنہا اس طرح کمرے سے نکل جانا مناسب نہ تھا۔

"کیا بات ہے، کیا ہوا؟" اس نے سیکرٹری کی گھٹی گھٹی سی آواز سنی۔

"کمرے سے باہر مت نکلنا۔" کسی نے بھاری آواز میں کہا۔

جولیا کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔ آخر چکر کیا ہے؟ اس نے سوچا۔ اگر کسی کو آواز ہی دینی چاہیے ورنہ اُس کی طرف سے ایسی خاموشی غیر فطری بھی سمجھی جائے گی۔ "کیا بات ہے، یہاں کیا ہو رہا ہے؟" اس نے خوابیدہ آواز میں کہا۔

"اندر ہی ٹھہریے مادام۔" وہی بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔ "کوئی خاص بات نہیں ہے۔ عمارت کو خالی سمجھ کر کچھ چور گھس آئے تھے۔"

جواب بڑی صاف ستھری انگلش میں ملا تھا۔ جولیا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گئی۔ وہ یقیناً انھی تینوں گھریلو ملازمین میں سے تھا۔

"یہ چیخ کس کی تھی؟" جولیا نے خوابیدہ آواز میں کہا۔ "اور شاید میں نے ایک فائر بھی سنا تھا۔"

"کوئی خاص بات نہیں مادام۔ ہمارا ایک ساتھی زخمی ہو گیا ہے۔" جواب ملا۔

جولیا نے سوچا یہ بھی کوئی خاص بات نہیں کہ ایک ساتھی زخمی ہو گیا ہے۔ عجیب لوگ ہیں اور پتا نہیں کیا کر رہے ہیں۔ وہ پھر بستر پر جا بیٹھی لیکن پستول اب بھی ہاتھ ہی میں تھا۔ گھڑی پر نظر ڈالی پانچ بجنے والے تھے یعنی جو کچھ بھی ہوا تھا چار اور پانچ بجے کے درمیان ہوا تھا۔ جب عموماً گہری نیند کا دور ہوتا ہے۔

"کیا آپ باہر آنا چاہتی ہیں مادام؟" راہداری سے آواز آئی۔

"ہاں۔" جولیا اکھڑی اکھڑی سی بولی۔ اس نے پستول بیگ میں رکھ دیا اور سلیپنگ گاؤن پہننے لگی۔ دروازہ کھول کر راہداری میں نکلی تو ملازمین میں سے ایک سامنے ہی کھڑا نظر آیا۔

"کوئی تشویش کی بات نہیں۔" اس نے کہا۔ "ہم میں سے ایک کے بازو میں خنجر کا زخم لگا ہے۔"

"لیکن میں نے تو فائر کی آواز سنی تھی۔"

"ہم میں سے کسی نے کیا ہوگا۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔

"آخر بات کیا ہے؟ تم لوگ مجھے بتاتے کیوں نہیں؟"

"ہم تو صرف حفاظت کے لیے ہیں مادام۔ کسی خاص بات کا علم سیکرٹری کو ہی ہوگا۔"

"اس نے صرف کچھ دشمنوں کا ذکر کیا تھا۔ دشمنی کی وجہ نہیں بتائی تھی۔" وہ خاموش کھڑا رہا۔ "سیکرٹری کہاں ہے؟" جولیا نے پوچھا۔

"اپنے کمرے میں۔ شاید وہ بہت زیادہ ڈر گئی ہیں۔"

"مجھے بتاؤ اس کا کمرہ کون سا ہے لیکن نہیں ٹھہرو۔ پہلے مجھے

زخمی کو دیکھنا چاہیے۔"

"ارے وہ کوئی خاص بات نہیں۔ وہ بے ہوش ہو گیا۔"

"شاید تمھارے لیے کوئی خاص بات نہیں ہے۔" جولیا نے خشک لہجے میں کہا۔

"مطلب یہ کہ معمولی سا زخم ہے، خیر کیسے، اسے بھی دیکھ لیجیے کچن میں بیٹھا کافی پی رہا ہوگا۔ خاصی لت ہے اسے کافی کی طلب محسوس کرا دیتی ہے۔"

"اوہ... اچھا تو میرپا کی طرف چلو۔"

میرپا واقعی بہت خوفزدہ تھی اور جولیا کا اندازہ غلط تھا اس نے ستانہ نہیں بھولا تھا۔ "ہم... مادام" وہ ہکلا کر رہ گئی۔

"مجھے تو گھر خالی سمجھ کر گھس گئے تھے۔ جاگ گئے۔" جولیا نے اُسے تسلی دینے کی کوشش کی۔ "بیٹھ جاؤ۔" جولیا نے اُس کے شانے پکڑ کر بستر پر بٹھاتے ہوئے کہا اور خود بھی کرسی کھینچ کر اُس کے قریب ہی بیٹھ گئی۔

"مادام، میں بہت خائف ہوں۔"

"پہلے آدمیوں نے انھیں مار بھگایا تم کیوں فکر کرتی ہو۔"

"اُن میں سے کوئی پکڑا بھی تو گیا تھا اور ایک فائر بھی ہوا تھا۔"

"ہاں ایک آدمی زخمی ہو گیا ہے لیکن گولی سے نہیں، اندھیرے میں اُس پر چھرے سے حملہ کیا گیا تھا۔"

"کون تھا؟"

"یہ تو میں نہیں جانتی جس نے تمھاری خواب گاہ کا راستہ بتایا تھا اُسی کا بیان ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کوئی تشویش کی بات نہیں، بازو میں معمولی سا زخم آیا ہے اور وہ کچن میں بیٹھا کافی پی رہا ہوگا۔"

"میں سمجھ گئی طارق ہوگا، وہی کافی کا کیڑا ہے لیکن مادام معمولی لوگوں کی حرکت نہیں تھی، آپ کو خوف زدہ ہونے سے بچانے کے لیے ایسا بیان دیا گیا ہے۔"

"اوہو، تو تم بھی بات بتا دو۔"

"مسیو شیران کے دشمن، وہ اُن کی زندگی میں بھی کئی بار گھر میں گھسنے کی کوشش کر چکے ہیں لیکن مسیو شیران کی بیدار مغزی کی بنا پر انہیں کامیابی نہیں ہو سکی تھی۔"

"سوال تو یہ ہے کہ ایسے حالات میں اُس نے پولیس کو مطلع کیوں نہیں کیا؟"

"وہ نہیں چاہتے تھے کہ بات باہر بھی پھیل جائے اور ہاں دیکھیے ابھی اسی کا تذکرہ کسی سے نہ کیجیے گا۔ سردار امان سے بھی نہیں جو آپ کو لینے آئے تھے حتیٰ کہ مسیو شیران نے اپنے وکیل سے بھی اس کا ذکر نہیں کیا تھا۔"

"بڑی عجیب بات ہے حالانکہ چار افراد اس سے واقف ہیں میرا مطلب ہے کہ ہم چاروں۔ اس کی کیا ضمانت ہے کہ ہم میں سے کوئی اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کرے گا۔"

"وہ ہم چاروں پر اعتماد کرتے تھے اور ہم میں سے کسی نے بھی ان کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائی۔ انھیں آدمیوں کو پرکھنا آتا تھا۔ فیصلے صحیح ہوتے تھے۔"

"میں تو واقعی بڑی اُلجھن میں پڑ گئی ہوں۔ اب یہی دیکھو کہ ان حالات کی بنا پر میں اتنی مغموم نہیں ہو سکی ہوں جتنی کہ مجھے ہونا چاہیے۔"

"درست ہے۔" وہ سر ہلا کر بولی۔ "بہرحال مسیو شیران کے وصیت نامے میں اس پر کچھ نہ کچھ روشنی ضرور ڈالی گئی ہوگی۔"

"ابھی فرصت میں اُسے میری آمد سے مطلع کر دینا اور اب مجھے ان تینوں کے بارے میں بتاؤ جتنا کچھ جانتی ہو۔"

"وہ بڑی مونچھوں والا سجاد ہے جو آپ کو یہاں پہنچا گیا ہے جس کا ایک کان ٹوٹا ہوا ہے۔ گل میر ہے اور وہ جو زخمی ہوا ہے طارق ہے۔ تینوں سابق فوجی اور بہت دلیر ہیں۔ پڑھے لکھے ہیں، تینوں روانی سے انگلش بول سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ میں ان کے بارے میں اور کچھ نہیں جانتی اپنے بارے میں یہ بتا سکتی ہوں کہ ایک پرسنل سکریٹری کے فرائض سے بخوبی واقف ہوں۔ کسی کی ملازمت میں رہی ہوں یا نہیں اُس کے راز میرے ساتھ قبر ہی میں جائیں گے۔ میرے والدین بے حد شریف تھے اور بچپن ہی سے مجھے اصول پرستی کی اہمیت سمجھاتے رہتے تھے۔"

"ٹھیک ہے تو پھر تم یہ بھی جانتی ہوگی کہ شیران کے دشمن اُن سے کیا چاہتے تھے؟"

"یقین کیجیے مادام مسیو شیران نے مجھے بھی یہ بات نہیں بتائی تھی۔" میرپا نے کہا۔

"خیر خیر کیا وکیل اب بیدار ہو گیا ہوگا؟"

"یقیناً، یہ لوگ بہت سویرے اُٹھ جاتے ہیں، عبادت کرنے کے لیے۔ میں ابھی اس سے فون پر رابطہ قائم کرتی ہوں۔"

"میرا خیال ہے کہ پہلے کچن میں چلو۔"

"اوہ اچھا، اب یہ بھی مجھ ہی کو دیکھنا پڑے گا، آپ کو ان لوگوں کے ہاتھ کا پکایا ہوا پسند نہیں آئے گا۔"

وہ دونوں کچن میں آئیں۔ وہ ملازم اب بھی کچن ہی میں تھا جس کے بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ دونوں نے اس کی مزاج پرسی کی اور وہ ہنس کر بولا۔ "کوئی خاص بات نہیں، اگر غافل ہوتا تو خنجر بازو کی بجائے پہلو میں اُتر جاتا۔ کیا میں آپ کو کافی پیش کروں؟"

"ہم خود دیکھیں گے۔" جولیا نے کہا۔ "تمھیں آرام کرنا چاہیے۔"

"شکریہ مادام۔" وہ کچن سے نکل گیا۔

"کیا نام بتایا تھا تم نے؟" جولیا نے میرپا سے پوچھا۔

"طارق۔"

"تم کہتی ہو ریٹائرڈ فوجی ہے، آخر کتنی چھوٹی عمر میں لوگ ریٹائر کر دیے جاتے ہیں۔"

"پتا نہیں، مجھے مسیو شیران نے یہی بتایا تھا۔"

میرپا ناشتہ تیار کرنے لگی اور جولیا اس کا ہاتھ بٹاتی رہی۔ ابھی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا ہوگا۔ کیا وکیل وصیت نامہ لے کر آئے گا اور جب لاش آخری رسوم کے لیے اسپتال سے لائی جائے گی تو کیا ہوگا۔ اسے کیا کرنا پڑے گا۔ نہ کبھی اس کی شادی ہوئی تھی اور نہ بیوہ ہی ہو جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ ایسی صورت میں وہ کس طرح بچھڑا نظر آئے گی۔ کہیں کوئی حماقت نہ سرزد ہو جائے۔

دفعتاً وہ شخص کچن میں داخل ہوا جس کا نام میرپا نے سجاد بتایا تھا۔ "آپ کی کال ہے مادام۔" اُس نے جھک کر ادب سے جولیا کو اطلاع دی۔

"میری کال۔" جولیا نے حیرت سے کہا۔

"جی ہاں، شاید سردار امان ہیں۔"

"اوہ اچھا۔ وہ نیک دل بوڑھا۔" جولیا نے کہا اور سجاد کے ساتھ اُس جگہ پہنچی جہاں فون رکھا ہوا تھا۔

"تم کیسی ہو کوئی دشواری تو پیش نہیں آئی؟" سردار امان نے دوسری طرف سے پوچھا۔

"بہت بہت شکریہ، میں بالکل ٹھیک ہوں۔ امید ہے کہ تم آخری رسوم میں شرکت کرو گے، میں یہاں تمھارے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتی...."

"بے فکر رہو، میں نے رات ہی سے آخری رسوم کی تیاریاں شروع کرا دی ہیں۔ تمھیں کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ کیا خیال ہے تابوت پہلے گھر لایا جائے یا براہ راست چرچ میں پہنچا دیا جائے؟"

"جیسا تم مناسب سمجھو۔"

"ویسے ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ شیران کی موت کی اطلاع ابھی تک اس کے کسی رشتہ دار کو نہیں ملی۔ میں لوگوں کو مطلع کر رہا ہوں اور وہ حیرت ظاہر کر رہے ہیں اور انھیں شکوہ ہے کہ شیران کی لاش اسپتال کے سرد خانے میں پڑی رہی۔"

"میں اس کے بارے میں کیا بتاؤں سردار امان، میں کچھ بھی تو نہیں جانتی۔"

"ہاں ٹھیک ہے وہ صرف اپنے ملازموں کے رحم و کرم پر تھا۔ خیر تو میں کس وقت آؤں؟"

"ایک گھنٹے بعد۔ تم میرے لیے بہت تکلیف اُٹھا رہے ہو، میں شرمندہ ہوں۔"

"ایسی کوئی بات نہیں، اچھا خدا حافظ۔"

"خدا حافظ۔"

سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر جولیا نے بھی ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ کچن میں واپس آ کر اُس نے میرپا سے کہا۔ "کتنی عجیب بات ہے کہ شیران کے رشتہ داروں کو اُس کی موت کی اطلاع نہیں دی گئی۔"

"انھوں نے یہی کہا تھا کہ جب تک آپ یہاں نہ پہنچ جائیں اُن کی موت کی اطلاع کسی کو نہ دی جائے۔ صرف وکیل اور گرینڈ ہوٹل کے منیجر کو اعتماد میں لینے کے لیے کہا تھا۔ لہٰذا ان دونوں کو اطلاع دے دی گئی تھی۔"

"کیا گرینڈ ہوٹل کے منیجر سے خصوصی تعلقات تھے؟"

"میں نہیں جانتی مادام۔ انھوں نے مجھے اس کی وجہ نہیں بتائی تھی۔"

"شیران نے یہاں کس قسم کے فلاحی کام کیے تھے؟"

"بہتیرے مادام، مثال کے طور پر ایک محتاج خانے ہی کو لے لیجیے۔ ہمارے یہاں سرکاری طور پر ایسا کوئی ادارہ نہیں ہے جہاں بوڑھے اور معذور لوگوں کی دیکھ بھال ہو سکے۔ مسیو شیران نے اپنے اخراجات سے ایک ایسا محتاج خانہ قائم کیا تھا اور یہاں کے معزز لوگوں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اجتماعی طور پر ملک بھر میں ایسے ادارے قائم کرنے کی کوشش کریں۔ کیا ضروری ہے کہ حکومت ہی سب کچھ کرتی پھرے۔"

"اچھا اچھا۔ اور ایسا شخص گمنامی میں مر گیا۔ اس کے شناساؤں تک کو اس کی موت کی خبر نہ ہو سکی۔ کتنی عجیب بات ہے۔"

میرپا کچھ نہ بولی۔ اس کے چہرے پر ایسا ہی تاثر تھا جیسے کہنا چاہتی ہو کہ اُسے بھی اس پر حیرت ہے۔

★★

گرینڈ ہوٹل کے منیجر کو اپنی قیام گاہ سے ہوٹل تک پہنچنے کے لیے تین فرلانگ لمبا اور ویران راستہ طے کرنا پڑتا تھا۔ راستہ دشوار گزار تھا اس لیے جیپ کی رفتار زیادہ تیز نہیں ہوتی تھی۔ دن کے نو بجے تھے۔ وہ خود ہی جیپ ڈرائیو کر رہا تھا۔ پچھلی رات دیر تک جاگنے کی بنا پر دن چڑھے تک سوتا رہا تھا۔ گزشتہ رات کو پہلے تو مسز شیران والی اُلجھن سامنے آئی تھی اور پھر اس کے بعد کوئی نامعلوم غیر ملکی عورت اُسے فون پر بور کرتی رہی تھی۔ کچھ سمجھ ہی میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔ شاید نشے کی جھونک میں تھی۔ آخر کار اس نے کہا تھا کہ وہ اس سے ملنا چاہتی ہے۔

اس کا جواب اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا کہ "جب چاہے مل سکتی ہے"
"لیکن میں اچانک کہیں ملوں گی اور تمھیں فوراً واقعہ یاد آ جائے"
لڑکا اس نے کہا تھا اور جیمز کو یقین آ گیا تھا کہ وہ سو فی صد نشے میں تھی۔
اس وقت اچانک جیمز کو اس کی آنکھ جھپک یاد آ گئی تھی اور وہ سوچ رہا تھا
پتا نہیں کون تھی۔ نشے کے عالم میں کی جانے والی بکواس بھی ہو سکتی ہے یا پہیلی بنا کر
رکھتی ہے۔ خدا جانے اس کے ذہن میں کیا تھا۔ "اونہہ!" وہ برا سا منہ بنا کر
بڑبڑایا۔ "جہنم میں جائے۔" لیکن جیسے ہی اس نے نشیب میں پہنچ کر گاڑی
بائیں جانب موڑنے کی کوشش کی اس کے اوسان خطا ہو گئے کیونکہ
وہ اچانک سامنے آ گئی تھی۔ اس نے پورے بریک لگائے اور جیپ آگے
لڑھکتی گاڑی روک کر دوسرے آنکھیں پھاڑے دیکھتا رہا۔ اس کی جگہ
کوئی مرد ہوتا تو گالیاں کھاتا یا اس کے ہاتھوں پٹ گیا ہوتا لیکن وہ تھی
اسمارٹ لڑکی تھی حسین اور چنچل۔ غضب ڈھا رہی تھی۔ جیمز کے
اعصاب پر بار پڑا تھا لیکن وہ کھڑی ہنس رہی تھی۔ یہ تحقیق معلوم ہوتی
تھی۔ آہستہ آہستہ جیمز بھی پرسکون ہو گیا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا کہنا چاہیے۔" وہ بالآخر بولا۔

"مجھے برا بھلا کہو۔" لڑکی نے کہا۔

"خطرناک حرکت تھی۔"

"میں تمھیں خوف زدہ کرنا چاہتی تھی۔ تمھاری خوش فہمی ختم ہو گئی ہوگی۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ پہلے کبھی ہماری ملاقات نہیں ہوئی۔"

"ہوئی ہوگی۔ ویسے تم اول درجے کے فراڈ ہو۔"

"محترمہ۔۔۔ محترمہ میں بے تکلفی کا عادی نہیں ہوں۔" جیمز نے
کسی قدر ترش لہجے میں کہا۔

"اس کے باوجود بھی تمھیں سننا پڑے گا۔"

"آخر کیوں؟"

"یہ تم نے مسز تہمیران کہاں سے نکال لی ہے۔ وہ غیر شادی شدہ تھا۔"

"اوہ! تو وہ تم ہو۔" وہ اسے گھورنے لگا۔

"پچھلی رات فون پر میں ہی تھی جس نے تمھیں بور کیا تھا۔"

"اور نشے میں تھیں۔"

"ہرگز نہیں۔ تمھاری اس حرکت نے میرے ذہن پر اچھا اثر نہیں
ڈالا تھا۔ میں خود کو ہلکا محسوس کر رہی تھی۔"

"تم بار بار اسے میری حرکت کہے جا رہی ہو۔ کسی طرح بھی وہ درست نہیں۔"

"پھر کس کی حرکت کہوں؟" اس نے کہا اور آگے بڑھ کے بڑی بے تکلفی
سے جیپ پر چڑھ آئی۔

"آخر تم چاہتی کیا ہو؟"

"حقیقت معلوم کرنا چاہتی ہوں۔" اس نے اس کے برابر بیٹھتے
ہوئے کہا۔

"کیسی حقیقت؟"

"وہ عورت کون ہے جو تہمیران کی بیوی بن کر نازل ہوئی ہے۔"

"تم کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ مسٹر تہمیران نے بذاتِ خود ان
کے لیے کمرہ مخصوص کرایا تھا۔"

"میں تسلیم نہیں کر سکتی۔"

"اس سے کیا فرق پڑے گا۔"

"تمھارے فراڈ کی پول کھل گئی۔"

"میرے پاس مسٹر تہمیران کی تحریر موجود ہے اور ہماری ملازمت کے
لیے شرط ہے کہ وہ تنہا گرینڈ ہوٹل میں نہیں پہنچی تھی۔ اس کے ساتھ یہاں کا
ایک بہت معزز آدمی سردار امان بھی تھا۔"

"اچھا وہ بوڑھا الو! جو عورت سے نظر ملتے ہی بچھ جاتا ہے۔"

"شاید تم اس وقت بھی نشے میں ہو۔ اس سے زیادہ شائستہ آدمی
پورے سردار گڑھ میں نہ ملے گا۔"

"بہت خوب! گویا شائستہ آدمی عورتوں کو آنکھ نہیں مارتے۔"

"تم میرا وقت برباد کر رہی ہو۔"

"میں تو تمھاری زندگی تباہ کر دوں گی۔"

"سوال یہ ہے کہ تم آخر ہو کون اور تمھیں ان معاملات سے کیا سروکار؟"

"میں مسز تہمیران ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"یعنی اس کی بیوی ہوں۔"

"اوہ! تو یہ بات ہے۔"

"اور غلط بھی نہیں ہے۔ ثبوت کے لیے میرے پاس کاغذات
موجود ہیں۔"

"تو پھر تمھیں پولیس سے مدد حاصل کرنی چاہیے۔ میری گاڑی
کے نیچے آ کر مرنے کی کوشش کیوں کر ڈالی تھی۔"

"اگر میں نے پولیس سے مدد حاصل کی تو تم جیل چلے جاؤ گے۔"

"بھلا مجھ سے اتنی ہمدردی کیوں ہے؟"

"میری شرافت کا تقاضا۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ تمھیں
اس سلسلے میں بیوقوف بنایا گیا ہے۔"

"کس نے بنایا ہے بیوقوف؟"

"تم اچھی طرح جانتے ہو۔"

"جانتا ہوتا تو تم سے کیوں پوچھتا؟"

"میرا کوئی یہاں مددگار نہیں ہے۔ میرے ساتھ چلو تو ثبوت
سب کچھ تمھارے علم میں لے آؤں گی۔"

"کس کالج کی بات کر رہی ہو؟"

"گرین کالج کی۔"

"اوہ، میرے خدا۔۔۔ تو تم روزا ہالگریو ہو؟ میں نے تمھارے بارے
میں سنا ہے۔ تم بہت اچھی آرٹسٹ ہو۔"

"ٹھیک سنا ہے تم نے۔ پہلے ہالگریو تھی اور اب تہمیران ہوں۔"

"کب ہوئی تھی شادی؟"

"تین ماہ پہلے کی بات ہے۔"

"لیکن یہاں شاید کسی کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔"

"گاڑی اسٹارٹ کرو اور چلو میرے ساتھ۔ میں تمھیں مطمئن کر
دوں گی۔"

"اب تو جانا ہی پڑے گا۔" جیمز مسکرا کر بولا۔ "تمھاری پینٹنگز
ہوٹل میں بھی لگی ہوئی ہیں لیکن مجھے تمھارا ایجنٹ پسند نہیں ہے بہت
بکواس کرتا ہے۔"

"وہ میرا ایجنٹ نہیں بلکہ دوست ہے۔ میری جو پینٹنگز فروخت
ہوئی ہیں ان کی آمدنی اس کے لیے وقف کر دی گئی تھی۔ میں اس طرح
اپنی تصاویر نہیں بیچتی۔ اس کی مدد کرنا مقصود تھا۔"

جیمز کچھ نہ بولا۔ اس نے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی بائیں جانب
موڑی تھی۔ گرین کالج کا راستہ بتانے کی ضرورت نہیں تھی۔ تین چار منٹ
بعد گاڑی گرین کالج کے سامنے جا رکی۔

"میں تمھیں اپنی شادی کے کاغذات دکھاؤں گی۔" روزا نے جیپ
سے اترتے ہوئے کہا۔ جیمز بھی اتر گیا اور اس کے ساتھ برآمدے کی طرف
بڑھتا ہوا بولا۔

"آخر تم اس شادی پر رضامند کیسے ہو گئی تھیں۔ وہ خاصا معمر
آدمی ہے اور تم بے حد جوان ہو۔"

"تمھیں اس سے کیا؟" وہ بگڑ کر بولی۔

"معافی چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس کی تدفین شام تک ہو
جائے گی۔"

"لیکن میں شرکت نہ کر سکوں گی۔"

"کیوں؟"

"وہ دوسری جو آئی ہے اس کے پاس ایسے کاغذات ہوں
گے جو میرے کاغذات کی تاریخوں سے پہلے کی تاریخوں والے ہوں گے
پھر کیا ہوگی میری حیثیت۔ میری شادی قانوناً ناجائز قرار دی جائے گی۔
نہیں نہیں اس حد تک اپنی توہین برداشت نہیں کر سکتی۔"

"سوال تو یہ ہے کہ تم نے اس شادی کو خفیہ کیوں رکھا تھا
اس کے ساتھ کبھی کسی تقریب میں بھی نہیں دکھائی دیں۔"

"سنو! یہ شادی مجبوراً ہوئی تھی۔ ایک شام ہم دونوں ساتھ تھے
میں نے بہت زیادہ پی لی تھی پتا نہیں کیسے نشہ ہو گیا تھا۔ اس نے میری اس
کیفیت سے فائدہ اٹھایا۔ بعد میں ہوش آنے پر میں نے اس کا گریبان
پکڑ لیا۔ آئے کورٹ میں جا کر شادی کرنی پڑی۔ ہمارے درمیان محبت
نام کی کوئی چیز کبھی نہیں رہی تھی۔"

وہ سٹنگ روم میں داخل ہوتے چلے۔ ایک آدمی پہلے ہی سے
موجود تھا انھیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ خاصا توانا اور خوش شکل آدمی تھا لیکن
چہرے پر چھائی ہوئی حماقت پہلی ہی نظر میں محسوس کی جا سکتی تھی۔
روزا نے حیرت سے کہا۔ "تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"م۔۔۔ میں عمران ہوں اور یہاں انتظار کر رہا ہوں۔"

"کیوں؟"

"پپ۔۔۔ پپ۔۔۔ پپ پپ۔" وہ حروف ہکلاتا رہا۔

"پپ پپ کیا ہے؟"

"پورٹریٹ۔" وہ جھٹکے کے ساتھ بولا۔

"کیسی پورٹریٹ؟"

"اپنی پورٹریٹ بنوانا چاہتا ہوں۔"

"میں پروفیشنل نہیں ہوں۔ تمھیں یہاں کس نے بھیج دیا؟"

"بھیج کر بھول گئے۔" وہ احمقانہ انداز میں بولا۔

"کیا بک رہے ہو؟"

"ایک ہفتہ پہلے مسٹر تہمیران نے مشورہ دیا تھا کہ تم سے پورٹریٹ
بنوا لوں۔"

"تم جا سکتے ہو۔"

"میں برباد ہو جاؤں گا اگر تم نے میری پورٹریٹ نہ بنائی۔"

"کیا مطلب؟"

"تیس ہزار کی شرط ہو گئی تھی۔"

"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"وہاں اس وقت ایک اور آدمی بھی موجود تھا جب مسٹر تہمیران
نے مجھ سے پورٹریٹ کے لیے کہا تھا۔ وہ بولا اگر تم میری پورٹریٹ نہیں بنوا سکو گے
میں نے کہا ضرور بنوا لوں گا۔ بس بات بڑھی اور شرط ہو گئی۔"

"کیا تم اتنی حیثیت رکھتے ہو کہ شرط ہار جانے پر تیس ہزار کی ادائیگی کر دو؟"

"گاڑی بیچ دینی پڑے گی اور باپ سے کہنا پڑے گا کہ چوری ہو گئی۔"

"تو تم جاؤ۔ اپنی گاڑی بیچ دو۔"

"بہت اچھا!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں سر کو جنبش دے
کر کہا اور تھکے تھکے سے قدموں سے دروازے کی طرف بڑھا۔

روزا نے عجیب انداز میں جیمز کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ اٹھا کر بولی

گئی۔ "ٹھہرو۔"

عمران دروازے کے قریب پہنچ گیا تھا اس طرح رک گیا جیسے غیرت نے پورے بریک لگا دیئے ہوں لیکن نکلا نہیں جیسے رکا تھا ویسے ہی کھڑا رہا۔ وہ منیجر کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور بولی: "واپس آکر بیٹھ جاؤ۔" عمران بالکل معصومانہ انداز میں پلٹا اور جھجکتے قدم رکھتا ہوا صوفے کے پاس پہنچ گیا اور پھر بیٹھا بھی اسی طرح تھا "کیا شغل ہے تمہارا؟"

"کچھ بھی نہیں۔"

"باپ کیا کرتے ہیں؟"

"ایکسپورٹ کا بزنس ہے۔"

"سردار گڑھ ہی میں بستے ہو؟"

"نہیں گرمیاں گزارنے آیا ہوں۔ دارالحکومت میں قیام ہے۔"

"پورٹریٹ کی کتنی قیمت ادا کر سکو گے؟"

"پورے بیس ہزار۔ وہی جو میں شرط میں جیتوں گا۔"

وہ ہنس پڑی اور بولی: "ضروری تو نہیں ہے کہ وہ شرط ہار کر اتنی رقم تمہارے حوالے کردے۔"

"نہ کرے تو بڑی زیادتی ہوگی کیونکہ میں تو اپنی گاڑی بیچ دینے پر تیار تھا۔"

"بھاڑ میں جاؤ" منیجر ہاتھ ہلا کر بولا "کیوں اپنا اور دوسروں کا وقت برباد کر رہے ہو؟"

"تمہارے کہنے سے تو نہیں جاؤں گا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا جاؤ پھر کسی وقت آنا۔" روزا ہنس کر بولی۔ عمران ایک بار پھر سعادت مندی کا اظہار کرتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا تھا کہ وہ ہاتھ اٹھا کر بولی: "ٹھہرو۔" وہ رک گیا اور روزا نے کہا: "تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ شرط کس سے ہوئی تھی۔ بیس ہزار کی شرط کوئی مالدار ہی لگا سکتا ہے۔"

"خان دادا سے شرط ہوئی تھی۔"

"واقعی؟" روزا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"ہاں اور ضرور ہار دی ہوگی۔ تم میرے حوالے کردو گی؟"

"اُن لوگوں کے حلقے میں تمہاری پہنچ کیسے ہوئی؟" منیجر نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"ارے تو کیا میں کوئی گرا پڑا آدمی ہوں۔ میرے ڈیڈی کے سوٹ پیرس سے ڈرائی کلین ہو کر آتے ہیں اور ٹوائلٹ پیپر سوئیڈن سے براہ راست امپورٹ ہوتا ہے چاہے یہاں۔"

"ابھی تصدیق ہو جاتی ہے۔ میں خان دادا سے پوچھے لیتا ہوں۔"

منیجر نے کہا اور اٹھ کر ٹیلی فون والی میز کے قریب آیا۔ عمران روزا کی طرف دیکھ کر اس طرح مسکرانے لگا جیسے منیجر کو اول درجے کا بے وقوف سمجھتا ہو۔ وہ بھی اسے آنکھ مار کر مسکرائی تھی لیکن عمران کا خیال اچانک ایسا ہو گیا جیسے قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔ روزا نے اسے محسوس کر لیا۔ بالکل کسی بھولی بھالی لڑکی کے سے انداز میں شرمایا تھا۔ ادھر منیجر کسی سے فون پر گفتگو کرنے لگا تھا۔ جلد ہی ریسیور کریڈل پر رکھ کر واپس آگیا اور عمران کو گھورتا ہوا بولا: "یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ خان دادا سے شرط ہوئی تھی اور وہ کہہ رہا تھا کہ میں اپنی بات پر قائم ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ۔ کل کسی وقت آنا۔ میں یہیں ملوں گی۔" روزا نے عمران سے کہا۔

"شکریہ۔" عمران نے کہا اور اس طرح اکڑ کر چلا گیا جیسے خدشہ ہو کہ اچانک پھر روک لیا جائے گا۔

دونوں بے ساختہ قہقہے لگانے لگے تھے۔

"پتا نہیں کس قسم کا آدمی ہے۔" روزا نے کہا۔ "خان دادا سے کیا بات ہوئی تھی؟"

"اس نے کہا تھا کہ شیمران کے کسی دوست کا لڑکا ہے۔ اچھی حیثیت کے لوگ ہیں۔"

"ایک پورٹریٹ کے بیس ہزار کچھ زیادہ تو نہیں ہیں؟" وہ منیجر کو آنکھ مار کر مسکرائی۔ جواباً وہ بھی مسکرایا تھا لیکن آنکھ مارنے کی جسارت نہ کر سکا۔ ویسے اس کا یہ انداز بہت دلآویز لگا تھا۔

"تم مجھے یہاں جس لیے لائی تھیں وہ بات ابھی تک آگے نہیں بڑھ سکی۔"

"میں تمہیں یہاں اس لیے لائی تھی کہ تمہیں اپنا ہمدرد سمجھتی ہوں۔"

"لیکن اس سے کیا ہوگا۔ شیمران کے حلقۂ احباب میں بھی جانتے ہیں کہ اس کی بیوی پیرس میں موجود ہے۔ وہ وقتاً فوقتاً اس کا تذکرہ کرتا رہتا تھا۔"

"ٹھہرو۔" وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔ "میں اپنے کاغذات لاتی ہوں۔" وہ سٹنگ روم سے چلی گئی اور منیجر بیٹھا سوچتا رہا کہ آخر وہ اس کے لیے کیا کرے گا۔ اگر شیمران سے اس کے قریبی تعلقات تھے تو اسے اس کا علم رہا ہوگا پھر اس نے اسے شادی کرنے پر کیوں مجبور کیا تھا۔ اس کے اپنے مذہب کے مطابق یہ شادی ویسے قانونی ہی نہیں تھی۔ وہ الجھتا رہا اور تھوڑی دیر بعد روزا واپس آگئی اور اسے شادی کا سرٹیفیکیٹ دکھاتی ہوئی بولی: "صرف تم میری مدد کر سکتے ہو۔"

"میں کس طرح مدد کر سکتا ہوں؟"

"وہ تحریر میرے حوالے کردو جس کی بنا پر مسز شیمران کے لیے کچھ مخصوص کیا تھا۔"

"تحریر... ہاں یقیناً اس سلسلے میں اس کی تحریر میرے پاس بھی تھی وہ خود نہیں آ سکا تھا لیکن مجھے یاد نہیں کہ میں نے اسے ضائع کر دیا تھا یا اب بھی میری کسی دراز میں پڑی ہوگی۔"

"وہ بے حد ضروری ہے۔"

"لیکن کیا واقعی تمہیں علم نہیں تھا کہ وہ شادی شدہ تھا؟"

"کیسے علم ہوتا جبکہ وہ ہرگز شادی شدہ نہیں تھا۔"

"اس کے حلقے کے بیسیوں لوگ شہادت دیں گے کہ وہ ان سے لیسی ماتیف کی باتیں کرتا رہتا تھا۔"

"میں جانتی ہوں۔"

"پھر تم کس طرح اپنا حق جتا سکو گی۔ قانون کی گرفت میں آ جاؤ گی کہ دیدہ و دانستہ پہلی بیوی کی موجودگی میں تم نے اس سے شادی کی۔"

"لیسی ماتیف کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اس پر لیسی ماتیف کے دورے پڑتے تھے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"جب میں نے اس کا گریبان پکڑ کر اسے سوسائٹی میں ذلیل کر دینے کی... دھمکی دی تھی تو اس نے کہا تھا کہ وہ اپنی غلطی کا ازالہ مجھ سے شادی کر کے کر سکتا ہے۔ میں نے لیسی ماتیف کا حوالہ دیا تو اس نے مجھے حقیقت حال سے آگاہ کر دیا۔ دراصل اس نام کی کبھی ایک لڑکی تھی جسے وہ چاہتا تھا۔ ایک حادثے میں اس کی موت واقع ہو گئی۔ شیمران اسے اتنا چاہتا تھا کہ اس کے لیے اس کی اچانک موت ایک نفسیاتی مرض کا سبب بن گئی۔"

"خدا کی پناہ..." منیجر طویل سانس لے کر بولا۔ "تب تو تمہیں شادی کے بعد بھی اس کی کوٹھی میں منتقل ہو جانا چاہیے تھا۔"

"اس نے میری خوشامد کی تھی کہ میں تین چار ماہ انتظار کروں... اس دوران میں بتدریج وہ لیسی ماتیف سے بیزاری کا اظہار کرتا رہے گا اور پھر کسی دن اچانک اعلان کر دے گا کہ اس نے لیسی ماتیف کو طلاق نامہ بھجوا دیا ہے۔ اس طرح اس کی پوزیشن بھی صاف ہو جائے گی اور مجھ سے شادی کے اعلان کے بعد دونوں ساتھ رہنا شروع کر دیں گے۔"

"بڑی عجیب کہانی ہے۔" منیجر متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتے ہوئے بولا۔ "لیکن اس نے ابھی اس اسکیم پر عمل نہیں کیا تھا۔ یعنی تین ماہ گزر جانے کے باوجود بھی لیسی ماتیف کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آیا تھا اور طلاق نامہ... بھجوانے کی بجائے خود ہی اُٹھ گیا۔"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔"

"وہ اس کی املاک پر قابض ہو جائے گی۔"

"اگر تم شیمران کی تحریر میرے حوالے کر دو تو بات بن سکتی ہے۔"

"اگر اس کے وکیل کے پاس سے بھی کچھ کاغذات برآمد ہو گئے تو کیا ہوگا؟"

"کیسے کاغذات...؟"

"مثال کے طور پر کوئی وصیت نامہ جس میں لیسی ماتیف کا ذکر ہو۔"

"تب پھر کچھ نہیں ہو سکے گا۔" وہ مایوسی سے بولی۔

"آج اس کی تدفین کے بعد ہی شاید وکیل لیسی ماتیف سے ملاقات کرے۔"

"میں کیا کروں؟" وہ ہاتھ ملتے ہوئے بولی۔

"خاموشی اختیار کرو۔ بدنامی سے بچی رہو گی اور کوئی بہتر آدمی تمہاری پسند بن سکے گا۔"

"میں بالکل بے وقوف بن گئی۔"

"ایسے اتار چڑھاؤ زندگی میں آتے ہی رہتے ہیں۔ آدمی کو ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔"

"مشورے کا شکریہ۔" وہ تلخ لہجے میں بولی۔ "اتنی عقل میں بھی رکھتی ہوں۔ خواہ مخواہ تمہیں تکلیف دی۔ جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔"

"اب ایسی بھی کیا بے مروتی... کم از کم کافی ہی پلوا دو۔"

"اوہ... ہاں... میں کافی کے لیے کہہ آئی تھی۔ بیٹھو۔ آ رہی ہوگی۔"

کچھ دیر خاموشی رہی پھر منیجر نے آہستہ سے کہا: "تم مجھ سے خواہ مخواہ ناراض ہو گئیں۔ میں اس کے ساتھیوں میں سے تو نہیں تھا۔"

"مجھے افسوس ہے کہ میرا رویہ نامناسب تھا۔"

"کوئی بات نہیں۔ تم پریشان ہو۔ میں شیمران کی تحریر تلاش کر کے تم تک پہنچا دوں گا۔ بے فکر رہو۔"

وہ کچھ نہ بولی۔ ایک ملازم کافی لے آیا تھا۔ کافی نوشی کے دوران بھی خاموشی ہی رہی۔ منیجر اتنی دیر میں اس سے خاصا متاثر ہوا تھا۔ اور اسے توقع تھی کہ آئندہ بھی ملاقاتیں ہوتی رہیں گی۔ ابھی تو وہ شیمران کی تحریر ہی اس تک پہنچائے گا۔ روزا بڑی دلکش تھی۔ خصوصیت سے مغموم ہو جانے کے بعد تو اس کی شخصیت ہی بدل کر رہ جاتی تھی۔ حسن میں اضافہ ہو جاتا تھا اور وہ آرٹسٹ نہیں بلکہ خود ہی آرٹ کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ معلوم ہونے لگتی تھی۔ کافی پینے کے بعد منیجر جلد ہی ملنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر تک بے حس و حرکت بیٹھی رہی پھر اٹھی اور فون پر کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔ دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولی: "خان دادا سے کہو کہ روزا ہے۔"

وہ کچھ دیر انتظار کرتی رہی۔

"ہیلو..." دوسری طرف سے آواز آئی۔

"خان داور، وہ احمق کون تھا؟"

"میں نہیں جانتا۔ پچھلے ماہ سے شیمران کے ساتھ دیکھا جاتا رہا ہے۔ مصاحبت کے لیے دلچسپ آدمی ہے۔ اگر کسی کھاتے پیتے گھرانے کا فرد ہوتا تو میں کوشش کرتا کہ میرا مصاحب بن جائے۔"

"تم لوگ فضولیات میں بہت وقت ضائع کرتے ہو۔"

دوسری طرف سے ہلکا سا قہقہہ سنائی دیا اور وہ جھنجھلا کر بولی۔

"میں اس کی پوزیشن ضرور بتاؤں گی۔"

"اوہ، نہیں..." دوسری طرف سے آواز آئی۔

"مجھے بھی احمقوں سے دلچسپی ہے اور پھر اس نے وعدہ کیا ہے کہ شہر میں جتنی بھی ہوگی وہ تم میری خدمت میں پیش کر دے گا۔"

"تب تو کوئی بات نہیں ہے۔ ضرور بتاؤ۔"

"تدفین کس وقت ہوگی؟"

"غالباً سہ پہر کو..."

"وکیل اُس سے کس وقت ملے گا؟"

"شام کی چائے پر۔ بہ حیثیت شہر کے کئی معززین بھی اس وقت وہاں موجود ہوں گے۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی وصیت نامہ موجود ہے۔"

"ٹھیک سمجھے۔ وہ تمہارے ہاتھوں میں ہوگا۔"

"گڈ... تو تم نے تیزی دکھائی ہے؟"

"تم مجھے کیا سمجھتی ہو؟"

"میں منتظر رہوں گی۔" اُس نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

**

تدفین کے بعد جب حاضرین فرداً فرداً جُولیا سے اظہارِ ہمدردی کرنے لگے تو اچانک اُس کے ذہن کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اُس نے دیکھا کہ عمران اُس کے سامنے کھڑا ہکلا رہا ہے... اظہارِ ہمدردی ہی کر رہا ہوگا لیکن جُولیا کے پلے کچھ نہ پڑ سکا... پھر وہ آگے بڑھ کر دوسرے صوفے پر جا بیٹھا اور جُولیا دوسرے ہمدردوں کی طرف متوجہ ہوگئی۔

شیمران کی سیکرٹری میریا شاید کچھ مخصوص لوگوں کو روک رہی تھی اور وہ دوسری جانب والے صوفوں پر بیٹھتے جا رہے تھے۔ کچھ ایسے بھی تھے جو اظہارِ ہمدردی کر کے چلے گئے تھے۔ عمران بھی دروازے کی جانب بڑھا ہی تھا کہ میریا اس کے قریب پہنچ کر بولی: "جناب! آپ کو بھی تکلیف دی جائے گی۔ ذرا دیر تشریف رکھیے۔ وصیت نامہ سُن کر تشریف لے جائیے گا۔"

"م... میں... یعنی کہ میں...؟"

"جی ہاں، مسٹر شیمران آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔"

"شش... شکریہ... اُن کا۔" عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا اور لڑکھڑاتے قدموں سے صوفوں کی طرف پلٹ پڑا۔

"خوب، تو تم بھی روک لیے گئے ہو؟" اسی صوفے پر بیٹھے ہوئے ایک وجیہہ اور دراز قد آدمی نے کہا، جس پر عمران بہ حالتِ بدحواسی ڈھیر ہو گیا تھا۔

"اُف فوہ... خان داور، آپ بھی ہیں۔" وہ سنبھلنے کی کوشش کے اظہار میں ہکلایا۔

"فاصلے سے بیٹھو۔ ہم یہاں تعزیت کے لیے آئے ہیں۔"

"جی ہاں... جی ہاں..." عمران ایک دم سیدھا ہو بیٹھا اور کسی بُت کی طرح ساکت و جامد ہو گیا۔ حتیٰ کہ پلکیں بھی نہیں جھپک رہی تھیں اور جُولیا اپنی جگہ خاموش بیٹھی بار بار اُسے کن انکھیوں سے دیکھے جا رہی تھی۔

"تم نے مسز شیمران کو دیکھا۔"

"جی ہاں..."

"کیا خیال ہے؟"

"اب اُردو میں کیا خیال ظاہر کروں... فرانسیسی مجھے آتی نہیں۔" عمران بے بسی سے بولا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"مسٹر شیمران اُس کے مقابلے میں بہت بوڑھے تھے۔"

"یعنی یہ مسز شیمران نہیں ہو سکتی۔"

"نہ ہو سکتی تو پھر کیسے ہوئی؟"

"میرا خیال ہے، کہیں کوئی غلطی ضرور ہوئی ہے۔" خان داور نے کہا۔

"کس قسم کی غلطی، خان داور؟"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔"

"کیا اُس کی ناک صحیح پوزیشن میں نہیں ہے؟"

"تم میرا مطلب نہیں سمجھے۔"

"اچھا... کیا مطلب ہے؟"

"کہیں یہ کوئی غلط عورت تو نہیں ہے۔"

"آج تک کوئی غلط عورت میری نظر سے نہیں گزری۔ مرد ہی غلط سلط ہوتا ہے۔"

"اچھا، بس خاموش رہو۔" خان داور اس کی ناسمجھی پر جھنجھلا گیا۔

ٹھیک اُسی وقت وکیل کی آواز سنائی دی: "خواتین و حضرات، آپ کو علم ہوگا کہ موسیو شیمران یہاں دس سال سے مقیم تھے اور ایک عرصے سے یہاں کے شہری ہی تھے۔ اُن کے فلاحی کاموں سے متاثر ہو کر حکومت نے انھیں یہاں کی شہریت عطا کر دی تھی۔ مادام شیمران یہاں آنے پر آمادہ نہیں تھیں لیکن انتقال سے ایک ہفتے قبل انھوں نے مجھے بتایا تھا کہ مادام شیمران آ رہی ہیں۔ وہ بہت بے چین تھے... چاہتے تھے کہ اُن کے مرنے سے قبل ہی مادام یہاں پہنچ جائیں۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ وہ کینسر کے مریض تھے لیکن انھوں نے کسی کو نہیں بتایا تھا کہ اُن کے معالج نے انھیں آگاہ کر دیا ہے کہ وہ صرف چند دنوں کے مہمان ہیں۔ وہ خود بھی موت کی آہٹ محسوس کر رہے تھے... لہٰذا انھوں نے وصیت نامہ مرتب کر کے میرے حوالے کر دیا۔"

اُس نے خاموش ہو کر حاضرین کو ایک بڑا سا لفافہ دکھایا جس پر لاکھ کی مہریں لگی ہوئی تھیں۔

"اُن کی ہدایت کے مطابق..." اُس نے طویل سانس لے کر دوبارہ کہنا شروع کیا۔ "مجھے یہ لفافہ آپ سب اور مادام شیمران کی موجودگی میں کھولنا ہوگا اور وصیت کی وضاحت کرنا ہوگی۔" اُس نے جُولیا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اجازت ہے؟"

جُولیا نے جو اپنی آنکھیں بار بار رومال سے خشک کیے جا رہی تھی، سر ہلا کر اجازت دے دی۔ وکیل لفافے کی مہر توڑنے لگا۔

... اور پھر سب نے دیکھا کہ یک بیک اُس کے چہرے پر حیرت کے آثار پھیل گئے ہیں اور وہ کسی بُت کی طرح بے حس و حرکت ہو گیا... کئی سیکنڈ بعد اُس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "لیکن یہ تو چار عدد سادہ اوراق ہیں۔"

لوگوں نے بھانت بھانت کی بولیاں بولنی شروع کر دیں... جُولیا خاموش بیٹھی رہی لیکن اُس نے بھی اپنے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا کر لیے تھے۔

"میں سمجھ گیا۔" عمران سر ہلا کر آہستہ سے بولا۔

"کیا سمجھ گئے؟" خان داور نے چونک کر پوچھا۔

"چار عدد سادہ کاغذ... ذرا سوچیے تو... یہ چار کا عدد خاصی اہمیت رکھتا ہے۔ مسٹری واقع ہو گئی ہے۔"

"پتہ نہیں کیا بک رہے ہو؟"

"بہت پتے کی بات کہہ رہا ہوں۔" عمران احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا ہوا بولا۔ "سو فی صد مسٹری واقع ہوئی ہے۔ شیمران خفیہ طور پر مسلمان ہو گیا ہوگا اور مزید تین شادیاں کر لی ہوں گی۔ چار عدد سادہ اوراق اسی طرف اشارہ کرتے ہیں... چار ورق... واہ... اُس نے صاف اشارہ کیا ہے کہ ان چاروں کو اکٹھا کیا جائے۔ وہ خود ہی آپس میں وصیت نامہ مرتب کر لیں گی۔"

خان داور اُسے عجیب سی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ اُس کے خاموش ہوتے ہی بولا: "کہیں تمہیں چڑیا گھر والے نہ پکڑ لے جائیں۔"

"میں کسی قسم کا بھی خان نہیں ہوں۔ ہمارے یہاں مرغوں کے قتل کی آہٹ بھی ہوتی ہے۔"

دفعتاً جُولیا کی آواز کمرے میں گونجی۔ "بیرسٹر، کیا یہ ممکن نہیں کہ یہ لفافہ بدل دیا گیا ہو؟"

"ناممکن، مادام! یہ وہی لفافہ ہے جو موسیو شیمران نے بذاتِ خود میرے حوالے کیا تھا۔ میرے سامنے ہی انھوں نے اس پر لاکھ کی مہر لگائی تھی اور اس پر اپنی انگشتری کا نشان ثبت کیا تھا۔"

"اگر یہ بات ہے تو اُس وقت موسیو شیمران کی ذہنی حالت مشکوک رہی ہوگی۔" خان داور بولا۔

سردار امان نے کہا: "اس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی وصیت نامہ موجود نہیں ہے۔ نہ ہو، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بیوی ماتحت کے علاوہ اس کا ترکہ کسی اور کو نہیں پہنچتا۔"

"ہمیں نتائج اخذ کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔" خان داور نے کہا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو؟" سردار امان نے براہِ راست اُس سے سوال کیا۔

"کچھ بھی نہیں۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ کسی دوسرے کو ان معاملات سے کیا سروکار؟"

"ٹھیک ہے۔" سردار امان نے کہا، پھر جُولیا سے مخاطب ہوا۔ "تمہیں اس سلسلے میں فکرمند نہیں ہونا چاہیے۔ شیمران کا سب کچھ تمہارا ہی ہے۔ دل چاہے یہیں رہو، دل چاہے سب کچھ فروخت کر دو۔ میں سرکاری طور پر تمہارا سرمایہ فرانس منتقل کرا دینے کی کوشش کروں گا۔"

جُولیا نے اُس کا شکریہ ادا کیا اور خاموش بیٹھی رہی۔ دفعتاً عمران نے بالکل اسی طرح ہاتھ اُٹھا دیا جیسے کسی کلاس روم میں بیٹھا ہو۔

"جی فرمایئے... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟" سردار امان نے مُنہ بنا کر پوچھا۔

"م... میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، کیا ایک ہی ورق سے کام نہیں چل سکتا تھا۔ چار کیوں رکھے گئے تھے لفافے میں؟"

"کیا بات ہوئی؟"

"بہت بڑی بات ہوئی۔ اسے رواروی میں نہ ٹالیے۔ یہ مسٹری ہے۔"

"بیٹھ جاؤ۔ کیوں فضول باتیں کر رہے ہو۔" خان داور آہستہ سے بولا۔

"تو یہ مسٹری ہے؟" سردار امان نے پوچھا۔

"جی ہاں..."

اس پر کچھ لوگ بے ساختہ مسکرا پڑے اور سردار امان نے کہا۔

"غالباً آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان سادہ لفافوں پر کوئی خفیہ تحریر موجود ہے جسے کسی طریقے سے اُبھارا جا سکتا ہے۔"

"جی نہیں، یہ طریقہ بہت پرانا ہو گیا۔ آج کل بچوں کا کھیل ہے۔"

"پھر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"خان داور! آپ بتائیے۔" عمران اس کی طرف مڑ کر بولا۔ "آپ مجھ سے مشورہ کرنے کی حاجت [illegible]"

سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور وہ اس اچانک حملے پر بوکھلا کر رہ گیا۔

"جی ہاں... بتائیے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ابھی میں نے جو کچھ کہا تھا۔"

"آپ خود ہی کیوں نہیں بتا دیتے۔" خان داور نے جھلا کر کہا۔

"ہم... مجھے شرم آتی ہے۔" عمران نے شرما کر کہا اور بیٹھ گیا۔

سردار امان اُسے قہر آلود نگاہوں سے گھورے جا رہا تھا۔

"بتا دیجیے... آپ ہی بتا دیجیے۔" کئی آوازیں آئیں... اور خان داور کو غصہ آ گیا۔

"یہ ایک نیم دیوانہ اور احمق قسم کا آدمی ہے۔" خان داور نے کہا۔

"خان داور! آپ میری توہین کر رہے ہیں۔" عمران جھنجھلا اٹھا۔ اُٹھ کھڑا ہوا پھر دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "باہر نکلیے دیکھ لوں گا آپ کو۔"

لوگ اس کے چیلنج کرنے کے انداز پر متحیر رہ گئے۔ کیونکہ خان داور تو ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔ سردار گڑھ میں کون تھا جو اس سے نظریں ملا کر گفتگو کر سکتا۔

"وہ دراصل..." خان داور کھسیانی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "کیا کہوں... بس ایک منہ لگے صاحب سمجھ لیجیے۔"

"لیکن خان داور! وہ کہنا کیا چاہتا تھا؟" سردار امان نے پوچھا۔

"ایک مجہول سا آدمی کہہ بھی کیا سکتا ہے۔ ویسے کچھ ضرور کہہ رہا تھا لیکن یہ ایسا موقع نہیں تھا کہ میں اس کی طرف توجہ دیتا۔"

دوسری طرف کوئی وکیل سے سوال کر بیٹھا۔ "کیا خیال ہے جناب کیا کسی نے آپ کی تحویل سے اصل لفافہ نکال کر دوسرا تو نہیں رکھ دیا؟"

"ناممکن جناب!" وکیل نے جواب دیا۔ "میرے آفس کا سیف میرے علاوہ اور کوئی نہیں کھول سکتا۔"

"بہرحال اس وقت ہم خوش قسمتی میں بھی مبتلا ہو گئے ہیں۔" [illegible] نے وکیل پر نظر ڈالی۔

دوسرا کیا سوچ رہی تھی کہ کہیں خود اس کی خاموشی پر لوگ غلط فہمی میں نہ پڑ جائیں۔ اُسے کچھ نہ کچھ ضرور بولنا چاہیے۔

"میں اپنے بھائی حضرات سے استدعا کروں گی کہ اس بات کو ختم سمجھا جائے۔ وصیت نامے کے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں بہرحال شیمران کی وارث ہوں۔"

"لیکن یہ تو معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارا دوست شیمران چاہتا کیا تھا؟" سردار امان نے کہا۔

"سردار صاحب! میں مادام شیمران کا ہم خیال ہوں۔ انہیں خواہ مخواہ کسی الجھن میں نہ ڈالا جائے۔ جب وہ کہتی ہیں کہ وہ تنہا وارث ہیں تو ہمیں تسلیم کر لینا چاہیے۔" خان داور نے کہا۔

"بات کورٹ کے تسلیم کرنے کی ہے۔" کسی نے کہا۔

"یہ بھی ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔" خان داور بولا۔

"اس میں کوئی نہ کوئی اشارہ ضرور پوشیدہ ہے۔" سردار امان نے کہا... لیکن پھر کوئی کچھ نہیں بولا تھا۔

وہ باہر نکلے۔ سردار امان، خان داور کے ساتھ تھا۔ اس نے پوچھا "آخر یہ ہے کون؟"

"کوئی نہیں... ایک بے مغز لونڈا ہے۔ دارالحکومت سے آیا ہے۔"

"آخر وہ کہنا کیا چاہتا تھا؟"

خان داور نے عمران کا چٹکلا سردار امان کو سنا دیا۔ پہلے تو وہ ہنسا پھر یک بیک سنجیدہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ "تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ شیمران ایک بے حد پُراسرار آدمی تھا۔"

"میری دانست میں وہ صرف سنکی تھا۔" خان داور نے کہا... اور سردار امان سے مصافحہ کر کے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی اس کے چہرے پر اچانک ایسی بشاشت نظر آنے لگی جیسے اس قبرستانی ماحول سے نجات ملتے ہی اس کی روح چہک چہکنے لگی ہو۔

گاڑی پُرپیچ پہاڑی راستوں پر چکراتی رہی۔ ڈرائیونگ کے انداز سے صاف ظاہر ہوتا تھا جیسے اُسے کہیں پہنچنے کی جلدی ہو۔ بالآخر گاڑی ایک چوبی کیبن کے قریب رک گئی۔ خان داور نے ایک مخصوص انداز میں ہارن بجایا تھا۔ کیبن کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی باہر نکل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ صورت ہی سے خطرناک اور شاطر معلوم ہوتا تھا۔

"کیا رہی؟" خان داور نے پوچھا۔

"فتح... کیا آپ آخری رسومات سے فارغ ہو کر نہیں آ رہے خان!" اس آدمی نے کہا۔

"ہاں میں نے دیکھا تھا۔ اس لفافے میں سے سادہ کاغذ کے چار اوراق برآمد ہوئے تھے۔"

"بس تو پھر سمجھ لیجیے۔"

"لاؤ، کہاں ہے؟" خان داور نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"ایک ہاتھ سے لفافہ اور دوسرے ہاتھ سے معاوضہ۔" اس نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں پوری رقم لایا ہوں۔" خان داور نے کوشش کر کے اپنا غصہ دباتے ہوئے کہا۔

"ٹھہریے! میں لفافہ لاتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ اندر چلا گیا۔

خان داور گاڑی سے اُتر آیا۔ اس کے چہرے پر اضطراب کی لہریں تھیں اور آنکھوں سے بے یقینی جھلک رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے اس شخص پر اعتماد نہ ہو۔

وہ آدمی کیبن سے برآمد ہوا تو اس کے ہاتھ میں ویسا ہی ایک لفافہ تھا جیسا تھوڑی دیر قبل شیمران کے وکیل کی تحویل میں دیکھ چکا تھا... اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"نہیں خان..." اجنبی مسکرا کر بولا۔ "پہلے معاوضہ۔"

"مجھے اپنا اطمینان تو کر لینے دو۔" خان داور جھنجھلا کر بولا۔ "میں صرف سیل دیکھوں گا۔"

"ٹھیک ہے دیکھ لیجیے۔" اس نے لفافے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر خان داور کے چہرے کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" خان داور نے جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔

اس نے گڈی جھپٹ کر لفافہ خان داور کے ہاتھ میں تھما دیا... خان داور نے لفافے کو ایک بار پھر غور سے دیکھا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

"آئندہ بھی یاد رکھیے گا۔" اجنبی ہاتھ ہلا کر بولا۔

خان داور نے سر کو جنبش دی اور گاڑی میں بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کرنے لگا۔ اجنبی اب بھی کیبن کے دروازے ہی پر کھڑا تھا اور شاید اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ خان داور اب کیا کرنے والا ہے۔ خان داور کا داہنا ہاتھ سیٹ کے نیچے سے برآمد ہوا۔ اس میں سائلنسر لگا ہوا پستول تھا... پھر پستول کی نال اتنی تیزی سے اجنبی کی طرف اٹھی کہ وہ سنبھل بھی نہ سکا۔ ہلکی سی آواز ہوئی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا کیبن کی دیوار سے جا لگا۔ اس کا داہنا ہاتھ دل کے مقام پر تھا اور آنکھیں حلقوں سے ابلی پڑ رہی تھیں۔ نوٹوں کی گڈی اس کی گرفت سے نکل کر دور جا پڑی تھی... پھر وہ کیبن کی دیوار سے رگڑ کھاتا ہوا بالآخر نیچے گر گیا۔

خان داور نہایت اطمینان سے اُتر کر آگے بڑھا اور نوٹوں کی گڈی اٹھا کر دوبارہ گاڑی میں جا بیٹھا۔ انجن پہلے ہی اسٹارٹ تھا۔ گیئر بدلتے ہی گاڑی جھٹکے کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ دور دور تک کوئی بھی ذی روح نظر نہیں آ رہا تھا۔

★★

جولیانا فٹز واٹر تو الجھن میں پڑ گئی تھی لیکن یہ الجھن اس کے لئے جستجو میں تبدیل ہو گئی۔ اس نے سوچا اگر بند لفافے سے کچھ بھی برآمد ہوتا تو اُسے [illegible] ۳۰۰ [illegible] تھا عمران کا۔ اچانک اس کا [illegible] اور ایک مہمان کو دھمکیاں دے [illegible] بڑی تشویش ہو گئی تھی کہ کہیں وہ اس نے ہنگامہ نہ برپا کر دیا ہو۔ [illegible] آدمی کون تھا جسے وہ دھمکیاں دیتے ہوئے گیا تھا۔

رسم تعزیت کی ادائیگی کے اختتام پر اس نے صفدر کو طلب کیا۔

"وہ کون تھا؟" اس نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کون مادام؟"

"وہ جو عین رسم تعزیت کے درمیان اُٹھ کر چلا گیا تھا۔"

"ارے... وہ مادام!" صفدر مسکرا کر بولا۔ "وہ ایک سیدھا سادا آدمی ہے اور قدرے بے وقوف بھی ہے۔ مرحوم شیمران اُسے پسند کرتے تھے۔"

"لیکن جب وہ اُٹھا تو غصے میں معلوم ہوتا تھا۔"

"جی ہاں مادام! اُسے شاید خان داور پر غصہ آ گیا تھا۔"

"خان داور کون ہے؟"

"یہاں کا ایک معزز آدمی لیکن اس کی شہرت اچھی نہیں ہے۔ اگر خان داور کو اس کا رویہ نامناسب لگے گا تو وہ احمق بے چارہ ضرور کسی الجھن میں پڑے گا۔"

"وہ کیا کرے گا؟"

"اس بے وقوف آدمی کو قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔"

"اوہ... تو کیا خان ایسا آدمی ہے؟"

"سنا ہے اس پر کئی آدمیوں کے قتل کا الزام ہے لیکن پولیس کبھی اس کے خلاف کوئی واضح ثبوت نہیں پا سکی۔"

"وہ بے وقوف آخر ہے کون؟"

"علی عمران نام ہے۔ دارالحکومت سے آیا ہے۔ کسی بہت اعلیٰ گھرانے سے تعلق رکھتا ہے۔"

"شیمران سے کب سے ملاقات تھی؟"

"یہی کوئی پچھلے تین ماہ سے۔ شیمران اس کی صحبت میں بہت خوش و خرم رہتے تھے۔"

جولیا سوچ میں پڑ گئی۔ آخر کب تک یہ ڈرامہ جاری رہے گا۔ اگر اس کے مقصد کا علم ہو جاتا تو شاید وہ اتنی زیادہ الجھن محسوس نہ کرتی۔

بہر حال یہ کوئی ایسا ہی چکر تھا جو بہت دنوں سے چل رہا تھا۔ وہ تین ماہ پہلے یہاں عمران کا کیا کام۔۔۔ جولیا نے یہ بھی محسوس کیا کہ میریا، اس سے کسی نہ کسی طرح متاثر ضرور ہوئی ہے۔

"کیا وہ، شیمران سے اتنا ہی قریب تھا کہ وصیت سننے کے لیے نہ روکا جاتا؟" جولیا نے میریا کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میری دانست میں ایسا ہی تھا۔"

"صورت سے بالکل احمق لگ رہا تھا۔"

"لیکن اس کی حماقتوں پر غصہ نہیں آتا۔" میریا مسکرا کر بولی۔

"اونہہ! جہنم میں جائے۔" جولیا سر جھٹک کر بولی۔ "آخر شیمران نے مرتے مرتے یہ ڈرامہ کیوں کیا؟"

"مجھے خود بھی حیرت ہے مادام! لفافے میں سادہ کاغذات رکھنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔"

"کہیں لفافہ بدل تو نہیں دیا گیا؟"

"موسیو شیمران، وکیل پر اعتماد کرتے تھے۔"

"ہو سکتا ہے کہ وکیل کی لاعلمی میں بدلا گیا ہو۔"

"یہ ممکن ہے۔"

"اوہ۔۔۔ کیا فرق پڑتا ہے اس سے۔ میرے اپنے کاغذات ہی کافی ہوں گے۔"

میریا کچھ نہ بولی۔ جولیا نے تھوڑی دیر بعد کہا: "میں نہیں سمجھ سکتی کہ میرے اور شیمران کے خلاف کس قسم کی سازش ہوئی ہے۔ رات اتنا ہنگامہ ہوا۔ ایک ملازم بھی زخمی ہو گیا لیکن پولیس کو اطلاع نہیں دی گئی۔"

"مادام! کیا آپ مجھ پر شبہ کر رہی ہیں؟"

"تم پر شبہ کیوں کروں گی؟"

"پولیس کو اطلاع دینا میرے ہی فرائض سے تعلق رکھتا ہے۔"

"میں پوچھتی ہوں، آخر شیمران نے تمہیں اس سے روکا کیوں تھا؟"

"کاش! مجھے معلوم ہوتا۔" وہ طویل سانس لے کر رہ گئی۔

"میں نے مشرقی اسرار کے بارے میں کہانیاں پڑھی تھیں اور انھیں کہانیاں ہی سمجھتی تھی لیکن اب ایک ٹھوس حقیقت سے دوچار ہوں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں؟"

"یہاں آپ کے ہمدرد بھی موجود ہیں۔" میریا نے کہا۔ اتنے میں فون کی گھنٹی بجی اور میریا نے ریسیور اٹھا لیا۔ "ہیلو! اوہ، فرمائیے۔۔۔ اچھا، ذرا ہولڈ کیجئے۔" وہ ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر جولیا کی طرف مڑی اور بولی۔ "گرینڈ ہوٹل کا منیجر ہے۔ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔"

"کیوں۔۔۔ مجھ سے کیوں ملنا چاہتا ہے؟"

"موسیو شیمران کے خاص آدمیوں میں سے تھا۔"

"تم پہلے ہی بتا چکی ہو۔ خیر کہہ دو آ جائے۔ اس وقت مجھے کوئی مصروفیت نہیں ہے۔"

میریا نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "ہیلو۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ آ جائیے۔۔۔ اس وقت مادام کو فرصت ہے۔" پھر وہ ریسیور رکھ کر بولی۔ "کیا ملاقات کے دوران میں میری موجودگی ضروری ہوگی؟"

"یقیناً۔۔۔ میں یہاں اجنبی ہوں اور نہیں جانتی کہ لوگ مجھ سے کس قسم کی باتیں کریں گے اور میرا جواب کیا ہوگا۔"

"بہت بہتر۔ میں ابھی آئی۔" میریا نے کہا اور لیونگ روم سے نکل کر اس حصے میں آئی جہاں تینوں ملازمین رہتے تھے۔ وہ طارق کی خیریت دریافت کرنا چاہتی تھی۔ اس کے بازو کا زخم تکلیف دہ ہو گیا تھا۔ اسی کی وجہ سے بخار بھی ہو گیا تھا۔ گل میر اور سجاد بھی وہیں تھے۔ انھوں نے بتایا کہ بخار تیز ہے۔ غفلت طاری ہو گئی ہے۔

میریا سجاد کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتی ہوئی کمرے سے نکل آئی۔ پھر راہداری کے سرے پر رک کر مڑی تھی۔ سجاد بھی رک گیا۔

"گرینڈ ہوٹل کے منیجر کی کال آئی تھی۔" میریا بولی۔ "وہ مادام سے ملنا چاہتا ہے۔ میں اب کسی پر بھی اعتماد نہیں کر سکتی۔ تم لوگ خیال رکھنا۔"

"بہت بہتر۔۔۔ لیکن لفافے کا کیا قصہ تھا؟" سجاد نے پوچھا۔

"بات کچھ بھی نہیں آئی۔ اس میں سے وصیت نامہ برآمد ہونے کی توقع تھی لیکن صرف چار سادہ کاغذ نکلے تھے۔"

"اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟"

"یا تو یہ کوئی اشارہ ہے یا پھر وکیل کی لاعلمی میں لفافہ بدل دیا گیا ہوگا۔"

"بڑی دشواری تو یہ ہے کہ ہم مخالفین کی شخصیتوں سے واقف نہیں ہیں ورنہ کبھی کا کھیل ختم ہو گیا ہوتا۔ اور ہاں! وہ مسٹر عمران کا کیا قصہ تھا؟"

"خان داور سے کسی معاملے میں جھڑپ ہو گئی تھی۔"

"آپے سے باہر ہو رہے تھے۔ کہہ رہے تھے کہ بیچ بازار میں ماروں گا۔"

"اسے سمجھاؤ کہیں خود ہی نہ مارا جائے۔"

"مجھے تو کچھ دماغ سے اترے ہوئے لگتے ہیں۔"

"خدا جانے۔ ویسے بہت معصوم آدمی ہے۔ اسے سمجھانے کی کوشش کرنا۔ اچھی بات ہے۔ میں چلی گرینڈ کا منیجر آنے والا ہے۔"

۔۔۔ پھر وہ وہیں پہنچ گئی جہاں جولیا آرام کرسی پر آنکھیں بند کیے نیم دراز تھی۔ اس کی آہٹ پر چونک کر بولی۔ "کیا وہ آ گیا؟"

"نہیں مادام! میں ذرا طارق کی عیادت کو گئی تھی۔"

"کیسا ہے؟"

"تیز بخار اور غفلت۔۔۔"

"کہیں سیپٹک تو نہیں ہو گیا؟ ان لوگوں نے خود ہی اس کی ڈریسنگ کی تھی۔ کسی ڈاکٹر کو نہیں دکھایا تھا۔ پتہ نہیں یہاں کیا ہو رہا ہے؟"

"مادام! جو کچھ بھی ہو رہا ہے، موسیو شیمران کی ہدایات کے مطابق ہو رہا ہے۔"

"اوہو۔۔۔ ٹھہرو!" جولیا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "اب تم لوگوں کی تنخواہوں کا کیا ہوگا؟"

"جب تک آپ ہمیں رکھنا چاہیں گی، ہمیں ان کے وکیل سے تنخواہیں ملتی رہیں گی۔ وکیل کو وہ اس قسم کی ایک تحریر دے گئے ہیں۔"

"میں تو کسی کو بھی الگ کرنا نہیں چاہتی۔"

"شکریہ مادام!"

اتنے میں اطلاعی گھنٹی کی آواز عمارت میں گونجی اور میریا اٹھتی ہوئی بولی۔ "شاید وہ آ گیا۔"

برآمدے میں پہنچی تو منیجر کی بجائے عمران دکھائی دیا۔ نہ جانے کیوں میریا اسے دیکھ کر کھل اٹھی۔

"اوہ۔۔۔ تم کہاں؟"

"کیا مادام کو معلوم ہو گیا کہ خان داور سے میری کیا بات ہوئی تھی؟" عمران نے احمقانہ انداز میں سوال کیا۔

"کسی کو کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا۔ آخر کیا بات ہوئی تھی؟ تم نے اسے اس طرح چیلنج کر کے اچھا نہیں کیا۔ وہ بہت خطرناک آدمی ہے۔"

"ہوا کرے۔" عمران سر جھٹک کر بولا

"تم مجھے نہیں۔۔۔ لیکن خیر وہ بات کیا تھی؟"

"مجھ سے کچھ معلوم کرنے سے پہلے تم بتاؤ کہ چار سادہ ورقوں کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟"

"خدا جانے۔۔۔ عقل چکرا کر رہ گئی ہے۔"

"مسٹری مائی مسٹری!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "چار ورق کیوں؟ کیا ایک یا دو سے کام نہیں چل سکتا تھا۔ چار کا عدد کیا ظاہر کرتا ہے۔ میں نے ہولناک شوہر کے ناول پڑھے ہیں۔"

"ہولناک شوہر!" میریا ہنس کر بولی۔ "شاید تم شرلاک ہومز کہنا چاہتے ہو؟"

"کہا ہوگا، تو تم نے بھی پڑھے ہیں؟"

"قریب قریب سبھی پڑھ ڈالے ہیں۔"

"اچھا تو پھر بتاؤ چار کا مطلب؟"

وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ایک گاڑی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور میریا نے گرینڈ ہوٹل کے منیجر کو پہچان لیا۔ وہ اٹھتی ہوئی بولی "کیا تمہیں مادام سے ملنا ہے؟"

"نہیں تو۔ ان سے مل کر کیا کروں گا۔ میں تو تم سے پوچھنے آیا تھا۔ چار کا مطلب؟"

"اچھی بات ہے۔ تو تم لان پر بیٹھو۔ میں تھوڑی دیر بعد تم سے ملوں گی۔ یہ صاحب مادام سے ملنے آئے ہیں۔"

"اچھا، اچھا۔" عمران اٹھ کر برآمدے سے لان پر اتر گیا۔

منیجر نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔ عمران نے احمقانہ انداز میں سلام کے لیے ہاتھ اٹھا دیا۔ جواب میں سر ہلا کر منیجر مسکرایا تھا۔

"آئیے۔ مادام آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔" میریا آگے بڑھ کر بولی۔ وہ اسے نشست کے کمرے میں لائی۔

منیجر نے سب سے پہلے آخری رسم میں شرکت نہ کر سکنے پر

اسے جب پتہ چلا کہ اپنا ہیٹ کھو بیٹھا ہے تو اس نے نقصان کی تلافی کی بہترین صورت ڈھونڈ لی۔ وہ چرچ چلا گیا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہاں سے کوئی بہت اچھا سا ہیٹ چرا لائے گا۔ لیکن پادری کے وعظ کے دوران اس نے اپنا ارادہ تبدیل کر دیا۔

"مقدس باپ!" اس نے وعظ کے بعد پادری سے کہا: "میں یہاں گناہ کی نیت سے کر آیا تھا میرا ارادہ تھا کہ یہاں سے ہیٹ چراؤں گا لیکن آپ کے وعظ نے مجھے گناہ سے بچا لیا۔"

"بہت اچھے۔" پادری نے خوش ہو کر کہا۔ "اچھا، یہ تو بتاؤ کہ وہ کون سی چیز تھی جس نے تمہارے ارادے کو تبدیل کر دیا؟"

"مقدس باپ، جب آپ نے بائبل کی اس آیت کا حوالہ دیا جس میں کہا گیا ہے کہ بدکاری سے بچو، تو اچانک مجھے یاد آ گیا کہ میں اپنا ہیٹ کہاں بھول آیا ہوں۔"

معافی مانگی۔ پھر بولا۔ "یہ بہت اہم معاملہ ہے جس پر گفتگو کرنے کے لیے میں آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ یہ بات فی الحال ہم دونوں سے آگے نہ بڑھے۔"

"یہ شیران کی معتمد خاص ہے۔" جولیا میرپا کی طرف دیکھ کر بولی۔ "اس لیے اس کی موجودگی ضروری ہے۔ میں یہاں اجنبی ہوں۔"

سنجر برا سا منہ بنا کر رہ گیا۔ شاید یہ بات اُسے پسند نہیں آئی تھی۔ بہرحال وہ آہستہ سے بولا۔ "آپ جانتی ہیں، معاملہ بہت اہم ہے۔"

"میرپا بھی ہر قسم کی گفتگو میں شریک ہوگی۔"

"میں یہ عرض کرنے آیا تھا کہ یہاں لوگ آپ کے لیے الجھنیں پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کے لیے کمرہ مخصوص کرانے کے لیے موسیو شیران نے میرے پاس ایک تحریر بھیجی تھی۔ میں اس وقت جو کوٹ پہنے ہوئے تھا، اسی کی جیب میں وہ تحریر ڈال دی تھی پھر وہ کوٹ اپنے ریٹائرنگ روم میں لٹکا دیا تھا۔ اس کے بعد سے پھر میں نے وہ کوٹ پہنا ہی نہیں اور وہاں اس تحریر کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ میں اسے بھول گیا تھا لیکن آج ایک ایسی بات سامنے آئی کہ مجھے اس تحریر کے بارے میں سوچنا پڑا۔ آج ہی وہ بات سامنے آئی اور میں اس تحریر کو تلاش کرتے ہوئے ہوٹل میں اپنے ریٹائرنگ روم تک پہنچا تو وہاں ابتری نظر آئی۔ پورے کمرے کو کسی نے اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا تھا اور وہ تحریر غائب تھی۔"

"تحریر کی کیا اہمیت تھی؟" جولیا اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی اور سنجر نے یوں ہی چاہا اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"ایک فرد نے آپ پر شبہ ظاہر کیا تھا کہ آپ حقیقتاً موسیو شیران کی بیوی نہیں ہیں۔ موسیو شیران زندہ نہیں ہیں کہ وہ اس کی تصدیق کر سکیں۔ میں نے کہا کہ موسیو شیران کی تحریر میرے پاس محفوظ ہے۔ کمرہ مخصوص کرنے کے لیے انھوں نے جو خط مجھے لکھا تھا اس میں وضاحت کی تھی کہ مسز ماتیت ان کی بیوی ہیں اور فرانس سے آئیں گی۔"

"اور اس کے بعد جب تم نے اس تحریر کو دوبارہ تلاش کیا تو وہ غائب تھی۔" جولیا نے پوچھا۔

"جی ہاں یہی بات ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اس فرد نے مجھ سے معلومات حاصل کرنے کے بعد وہ تحریر میری تحویل سے غائب کرا دی۔"

"کیا آپ کی وصیت کے بارے میں معلوم ہوا؟" دفعتاً میرپا نے اس سے سوال کیا۔

"جی نہیں۔"

"اس میں بھی گڑبڑ ہوئی ہے۔ کسی نے اصل وصیت وکیل کی تحویل سے غائب کر کے ویسا ہی لفافہ اس کی جگہ رکھ دیا اور جب وہ لفافہ وکیل نے یہاں معززین کے سامنے کھولا تو اس میں سے سادہ کاغذ برآمد ہوئے۔"

"خدا کی پناہ۔" سنجر اچھل پڑا۔

"اور اسی لیے اب یہ بے حد ضروری ہو جاتا ہے کہ آپ اس فرد کا نام بتا دیں جس نے مادام کی اصلیت کے بارے میں شبہ ظاہر کیا تھا۔"

"بڑی سنگین بات ہے۔ کچھ میں نہیں آتا کس طرح زبان کھولوں۔ دراصل مجھ سے غلطی ہوئی تھی کہ اس کا مقصد معلوم ہونے سے پہلے ہی میں نے اس سے موسیو شیران کی اس تحریر کا ذکر کر دیا تھا جو میرے پاس تھی۔ لہٰذا اس نے پہلی فرصت میں میرے ریٹائرنگ روم پر ہاتھ صاف کرا دیا۔"

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ کیسا مقصد؟" جولیا بولی۔

"یہی کہ وہ کیوں آپ کو موسیو شیران کی بیوی تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہے۔ اگر مجھے اس کی وجہ پہلے ہی معلوم ہو جاتی تو اس تحریر کا ذکر اس سے نہ کرتا بلکہ اسے آپ کے حوالے کر دیتا۔"

"کس بنا پر مجھے بیوی تسلیم کرنے پر تیار نہیں؟"

"اس کا دعویٰ ہے کہ وہ خود شیران کی بیوی ہے اور یہ شادی تین ماہ پہلے ہوئی تھی۔"

"کیا مطلب؟" میرپا بوکھلا کر اٹھ گئی۔ جولیا بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے سنجر کو دیکھتی رہی، پھر بولی۔ "کون ہے وہ؟"

"روزا پالگریو۔ آرٹسٹ۔"

"اوہ۔۔۔ وہ بھی!" میرپا طویل سانس لے کر بیٹھ گئی۔

"کیا قصہ ہے؟" جولیا بہت زیادہ مضطرب نظر آنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔

"اس نے مجھے شادی کے کاغذات بھی دکھائے تھے۔۔۔ سردار گڑھ ہی کے کورٹ میں سول میرج ہوئی تھی۔"

"قطعی غیر قانونی۔ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔" جولیا غصیلے لہجے میں بولی۔

"آپ صبر سے کام لیں مادام۔" میرپا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "وہ کاغذات قطعی طور پر جعلی ہوں گے۔ موسیو شیران ایسے نہیں تھے لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ کمبخت انھیں گھیرے رہتی تھی۔ وہ اس سے گھبراتے تھے۔ کئی بار خود مجھ سے کہا تھا کہ وہ اس عورت کو پسند نہیں کرتے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ وہ گھر پر موجود ہوتے اور وہ

آتی تو کہلوا دیتے کہ گھر پر موجود نہیں ہیں۔"

"سوال تو یہ ہے کہ وہ تین ماہ تک خاموش کیوں رہی اور بیوی تھی تو یہاں آکر کیوں نہیں رہی۔ آخر یہ روزا پالگریو ہے کون؟" جولیا نے میرپا سے سوال کیا۔

"ایک آوارہ سی یوریشین عورت ہے۔ یہاں کے دولت مندوں کو لوٹتی رہتی ہے۔ آرٹسٹ ہونے کے بہانے نجانے کہاں کہاں جا پہنچتی ہے اور کیا کیا کر گزرتی ہے۔"

"آرٹسٹ تو ہے اور بہت اچھی بھی۔" سنجر نے کہا۔

"سنجر میں جانتی ہوں۔ جس میں انسانیت نہ ہو میں اسے آرٹسٹ تسلیم نہیں کرتی۔" میرپا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"آخر وہ ہے کون؟ کیا شیران کے قریبی دوستوں میں اس کا شمار ہوتا ہے؟"

"ہرگز نہیں۔" میرپا بولی۔ "وہ اسے منہ نہیں لگاتے تھے۔"

"خیر بہرحال۔" جولیا سنجر کی طرف دیکھ کر بولی۔ "کچھ بھی ہو جائے میری پوزیشن مضبوط ہے۔"

"میں دراصل آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے اس تحریر کی خواہاں تھی۔"

"کیا آپ نے اپنے ریٹائرنگ روم میں چوری کی رپورٹ درج کرائی ہے؟" میرپا نے پوچھا۔

"یقیناً۔ اس میں تحریر کا ذکر ہی نہیں نکالا حالانکہ اس تحریر کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں گیا لیکن میں نے دس ہزار کی چوری کی رپورٹ درج کرائی ہے۔ تحریر کا نام تک نہیں لیا۔"

"یہ آپ نے اچھا کیا ہے۔"

"اب اگر وہ تحریر روزا ہی کے پاس پہنچی ہے تو دیکھیے کیا ہوتا ہے۔"

"مگر تم اس کی فکر نہ کرو۔ وہ دیکھی جائے گی۔" جولیا کسی قدر تیز لہجے میں بولی اور سنجر جانے کے لیے اٹھ گیا۔

"ذرا ٹھہریے۔" میرپا بھی اٹھتی ہوئی بولی۔ "اب آپ روزا کو کیا جواب دیں گے؟"

"یہی کہ تحریر نہیں مل رہی۔ چونکہ میری نظروں میں اس کی اہمیت نہیں تھی، لہٰذا ممکن ہے کہ ردی کی ٹوکری ہی کی نذر ہو گئی ہو۔"

"ہاں یہی جواب مناسب رہے گا۔"

**

روزا پالگریو اپنے کاٹیج کے برآمدے میں بے چینی سے ٹہل رہی تھی۔ سورج غروب ہو چکا تھا لیکن ابھی فضا پر تاریکی کی یلغار نہیں ہوئی تھی۔ روزا بہت مضطرب تھی۔ بار بار اس راستے کی طرف نظر اٹھ جاتی تھی جس سے گزر کر گاڑیاں کاٹیج تک پہنچتی تھیں۔ کسی کی منتظر تھی۔ اتنی ہی شدت سے کہ کمرے سے نکل کر برآمدے میں ٹہلنے لگی تھی۔ دفعتاً ایک گاڑی ادھر ہی آتی دکھائی دی اور وہ مضطربانہ انداز میں برآمدے سے نیچے اتر آئی۔

گاڑی قریب آ پہنچ کر رکی تھی۔ خان داور دروازہ کھول کر نیچے اترا۔

"بہت دیر لگائی تم نے۔" روزا اس کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

"تم بہت مضطرب نظر آ رہی ہو۔"

"کیا مجھے مضطرب نہ ہونا چاہیے؟"

"کیا تمھیں مجھ پر اعتماد نہیں تھا؟"

"اوہ۔ خدا کے لیے مجھے پریشان مت کرو۔ بتاؤ کیا ہوا؟"

"وہی جو ہونا چاہیے۔۔ تم اندر چلو۔ کیا یہیں میری کارگزاری کی روداد سنو گی؟"

وہ دونوں سٹنگ روم میں آئے اور داور نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "یہ آسان کام نہیں تھا لیکن تمھاری خاطر۔۔۔!"

روزا نے لفافہ اس کے ہاتھ سے جھپٹ لیا اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھتی ہوئی بولی۔ "یہ مہر بھی شیران کی انگوٹھی ہی سے لگائی گئی ہے۔"

"اور ہو۔ تو کیا میں تمھیں بہلانے کے لیے کوئی اور لفافہ بنا لایا ہوں؟"

"نہیں، میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ صرف تصدیق کی تھی کہ اس میں وصیت نامہ ہی ہو سکتا ہے۔"

"لیکن یقین کرو کہ میں اس کی بیوہ کی حیثیت سے تمھاری شہرت نہیں چاہتا۔ محض تمھاری خوشی کے لیے میں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے۔"

"میں تمھاری بے حد شکر گزار ہوں اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں نے انتقاماً اُسے شادی پر مجبور کیا تھا ورنہ تمھارے علاوہ اور کوئی مرد آج تک آنکھوں میں جچا ہی نہیں۔"

خان داور گردن اکڑا کر مسہری کی طرف دیکھنے لگا اور روزا لفافے کی سیل توڑنے لگی۔ لفافہ کھلتے ہی خان داور نے کھنکھارا اور پھر وہ دونوں متحیر رہ گئے کیونکہ لفافے سے صرف ایک تصویر برآمد ہوئی تھی اور تصویر بھی کیسی؟ ایک گدھی اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ اس کے ساتھ نہ کوئی تحریر تھی اور نہ کوئی دوسرا کاغذ۔

"یہ کیا جلب ہے؟" خان داور بدقت بولا۔ روزا نے لفافہ اور تصویر میز پر ڈال دیے اور صوفے کی پشت گاہ سے ٹیک کر اس طرح آنکھیں ملنے لگی جیسے کچھ دکھائی نہ دے رہا ہو، پھر اس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور خان داور چونک کر اسے اس طرح گھورنے لگا جیسے وہ اچانک پاگل ہو گئی ہو۔

"اس طرح نہ دیکھو۔" وہ بدستور ہنستی ہوئی بولی۔ "یہ میری ہی ایک پینٹنگ کا فوٹو گراف ہے۔"

"کیا وہ پینٹنگ شیران ہی کے پاس تھی؟"

"یہ مجھے نہیں معلوم کہ کس نے خریدی تھی۔ باؤل نے سوف۔ ہاں..... میری ہی پینٹنگ تھی۔"

"باؤل نے سوف..... کیا؟"

"فرنچ میں گدھی کے بچے کو کہتے ہیں۔"

"میں کہتا ہوں اس اعتراض کا مطلب کیا ہے؟" خان داور جھلا کر بولا۔ "تم ہنسنے لگی ہو، حالانکہ اس لفافے کے حصول کیلئے مجھے......"

اچانک وہ خاموش ہو گیا۔ حقیقت زبان سے پھسلنے ہی والی تھی کہ ذہن جاگ پڑا۔

"وہ، میں سمجھتی ہوں کہ تمہیں بڑی دشواریاں پیش آئی ہوں گی لیکن میں خود اس کا مطلب سمجھنے سے قاصر ہوں۔"

"لیکن یہ لفافہ تمہارے لیے فضول ہے۔"

"پھر اور کیا ہوں؟" وہ پر تفکر لہجے میں بولی۔

"یہ تو کچھ بھی نہ ہوا....."

"بہت کچھ ہوا۔ کم از کم یہ تو معلوم ہو گیا کہ اس نے کوئی وصیت مرتب نہیں کی تھی۔ یہ بات میرے ہی حق میں جاتی ہے۔"

"لیکن وہ تحریر جو گریشا کے میجر کے پاس ہے۔"

"وہ بھی جہنم میں جائے۔"

"خیر تمہارے ذہن میں کیا ہے؟ کیا اب تم کورٹ سے رجوع کرو گی؟"

"ابھی کچھ اور بھی سوچنا پڑے گا۔"

"تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔"

"یہ بھی کوئی بات ہے....."

"نہیں..... میں جانتا ہوں کہ تم نے کچھ اور لوگوں سے بھی مدد لی ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ خان داور کو غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"مجھے یہ محض شادی کا معاملہ نہیں معلوم ہوتا۔"

"پھر تم کیا سمجھتے ہو؟"

"کچھ بھی نہیں سمجھتا۔ سمجھنا چاہتا ہوں۔"

"کیا سمجھنا چاہتے ہو؟"

"شیران بہت دنوں سے کسی دشواری میں مبتلا تھا۔ کسی کے خوف سے اس نے تین ریٹائرڈ فوجی ملازم رکھے تھے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ اعلیٰ درجہ کے نشانہ باز اور لڑاکے ہیں۔ آخر شیران جیسے بے ضرر آدمی سے کسی کو اس حد تک دشمنی کس بنا پر ہو سکتی ہے۔"

"اس کا اپنا کوئی ذاتی معاملہ ہو گا۔ میں کیا جانوں؟"

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ کچھ لوگ اس کی کوٹھی میں گھسنے کی بھی کوشش کرتے رہے ہیں اور اس کے تینوں فوجی ملازموں نے ابھی تک انہیں کامیاب نہیں ہونے دیا۔ میرا خیال ہے کہ پچھلی رات بھی ایسی ہی کوئی واردات ہوئی تھی جس میں ایک ملازم زخمی ہو گیا ہے۔"

"مجھے تم یہ سب کیوں بتا رہے ہو۔ میرا ایسے کسی معاملے سے کوئی تعلق نہیں!"

"اچھا وہ آدمی کون ہے جس کی ناک پر سرخ رنگ کا مہاسا نکل آیا ہے؟"

"میں نہیں جانتی کہ تم کس کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔ میں کوئی خانہ نشین عورت نہیں ہوں۔ میرے ملنے جلنے والوں کی تعداد کم نہیں ہے۔ اکثر سیاح بھی میرے پاس آتے رہتے ہیں۔ کیا تم کسی مقامی آدمی کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟"

"نہیں۔ وہ یورپین ہے۔"

"اچھا! تمہیں اس سلسلے میں کیا پریشانی ہے؟"

"میں تمہیں چاہتا ہوں۔"

"کیا میں نے تمہیں کبھی ٹھکرا دیا ہے؟"

"یہ بات نہیں۔ اس سلسلے میں ہم مشرقیوں کا مزاج سب سے الگ ہے۔ ہم اپنی محبوبہ کے نزدیک کسی کو نہیں دیکھ سکتے۔"

"میں سمجھتی ہوں ڈارلنگ!" وہ اٹھلائی۔ "لیکن مجھے اپنا مزاج بدلنے میں وقت لگے گا۔ میں خود کو بدل دوں گی۔ مطمئن رہو اور پھر وہ سب صرف میرے دوست ہیں اور تم..... تم تو میری زندگی ہو۔"

خان داور کے چہرے کے عضلات ڈھیلے پڑ گئے۔ ٹھیک اسی وقت ایک ملازم اجازت لے کر کمرے میں داخل ہوا اور کسی کا ملاقاتی کارڈ روزا کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ!" کارڈ پر نظر پڑتے ہی وہ جھنجھلا کر بولی۔ "یہ اس وقت کیوں آیا ہے؟"

"کون ہے؟" خان داور نے پوچھا۔

"وہی احمق عمران.....!"

"آں..... جانے دو۔ جانے دو۔ میں اس کی تھوڑی سی مرمت کرنا چاہتا ہوں۔" خان داور نے کہا اور جلدی جلدی اسے شیران کی کوٹھی میں ہونے

والی حادثاتی جھڑپ کے بارے میں بتانے لگا۔

"اچھا! اسے بھیج دو۔" روزا نے ملازم سے کہا۔ وہ چلا گیا اور روزا خان داور کی طرف دیکھ کر بولی۔ "شاید وہ پوچھنے آیا ہے کہ میں اس کی پورٹریٹ کب سے شروع کروں گی۔"

"پورٹریٹ بنوانے والی شکل ہی نہ رہنے دوں گا۔"

"یہاں نہیں۔ یہاں کوئی ہنگامہ نہ برپا کر دینا۔"

"ہنگامہ!" خان داور نے حیرت سے کہا۔ "حلق سے آواز تک تو نکال نہیں سکے گا اور میں اس کا حلیہ اس حد تک بگاڑ دوں گا کہ دو ایک ہفتے تک پہچانا نہ جا سکے!"

"نہیں! بیوقوف ہے بیچارہ۔ ورنہ تمہیں اس طرح چیلنج نہ کرتا۔ شاید وہ تمہیں اچھی طرح جانتا بھی نہیں۔"

"خیر..... آنے دو۔"

عمران کمرے میں داخل ہوا اور خان داور پر نظر پڑتے ہی دروازے پر رک گیا۔

"آؤ..... آؤ..... رک کیوں گئے؟" خان داور نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

"میں اس لیے رک گیا ہوں کہ یہاں ایک محترم خاتون بھی موجود ہیں!"

"ورنہ تم کیا کرتے؟"

"تم پر نظر پڑتے ہی اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتا!"

"لیکن اگر میں کہیں باہر مل جاتا تو تم مجھ پر حملہ کر بیٹھتے!"

"بے شک!"

"کیا تمہیں میرے بارے میں کسی نے کچھ نہیں بتایا؟"

"شیران کی سیکرٹری کچھ بتانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن میں نے سنا ہی نہیں۔"

"سن لیتے تو بہتر ہوتا!"

"چلو..... باہر نکلو!" عمران نے پھر سے چیلنج کیا۔ گفتگو انگلش میں ہو رہی تھی۔ یک بیک خان داور کا چہرہ سرخ ہو گیا اور وہ اٹھ کر عمران پر جھپٹنے ہی والا تھا کہ روزا ان کے درمیان آتی ہوئی بولی: "یہاں نہیں!"

"اور کیا!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اتنا خوبصورت فرنیچر اگر برباد ہو گیا تو مجھے قبر میں بھی چین نہیں آئے گا۔"

"اب تمہاری قبر ہی بنے گی۔" خان داور سانپ کی طرح پھنکارا۔

"میرا خیال ہے کہ تم دونوں فی الحال سکون کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔" روزا نے کہا۔

"خواتین کا حکم سر آنکھوں پر۔" کہتا ہوا عمران ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

"تم بھی بیٹھ جاؤ۔" روزا خان داور کو دوسرے صوفے کی طرف دھکیلتی ہوئی بولی۔ وہ بیٹھ تو گیا لیکن عمران کو خونخوار نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"اب تم بتاؤ کہ اس وقت کیوں آئے تھے؟" روزا نے عمران سے پوچھا.....

"یہ معلوم کرنے کے لیے کہ میری پورٹریٹ کب سے شروع کرو گی؟"

"اگر میں یہ کہوں کہ کبھی نہیں!"

"تو میں شرط ہار جاؤں گا!"

"بس تو تم شرط ہار گئے۔ تیس ہزار خان داور کو ادا کر دو۔"

"چیک لو گے یا کیش؟" عمران نے بڑی معصومیت سے سوال کیا اور خان داور پھر بھڑک اٹھا۔ "شٹ اپ۔ بنیے کی اولاد۔ وہ محض مذاق تھا۔ تجھ جیسے کم رتبہ آدمی سے میں شرط لگاؤں گا..... ہونہہ!"

"چلو! یہ بھی ٹھیک ہے پیسے بچے۔" عمران طویل سانس لے کر بولا۔

"بس اب چلے جاؤ۔" روزا نے عمران سے کہا۔ عمران اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا اور مڑ کر بولا۔ "لیکن چیلنج بدستور برقرار ہے خان داور!"

"او خبیث....." کہہ کر خان داور پھر اس کی طرف جھپٹا اور اس بار روزا ان کے درمیان حائل نہ ہو سکی۔ عمران غافل نہیں تھا۔ بڑی پھرتی سے بائیں جانب ہٹ کر ایک جما تلا ہاتھ اس کی کنپٹی پر رسید کر دیا۔ خان داور کسی جڑ سے اکھڑے ہوئے تناور درخت کی طرح ڈھیر ہو گیا۔ شاید روزا کو توقع تھی کہ وہ پھر اٹھے گا اور اس بار عمران کی چٹنی ہی بنا کر رکھ دے گا لیکن خان داور نے تو جنبش بھی نہ کی۔ عمران کھڑا ہونقوں کی طرح اسے دیکھتا رہا۔ روزا خان داور کی طرف جھپٹی اور جھک کر اسے آوازیں دینے لگی لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

"یہ کیا کیا تم نے.....!" وہ عمران کی طرف جھپٹتی ہوئی بولی اور عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔ پھر ہکلایا۔ "م..... میں..... لک..... کیا جانوں..... ایک ہی ہاتھ تو مارا تھا۔"

"وہ بے ہوش ہو گیا ہے۔"

"خدا مجھ پر رحم کرے!" عمران بوکھلاہٹ میں پیٹ پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

"اچھا..... اب جاؤ..... چلے ہی جاؤ..... یہاں سے۔"

"پھر کب آؤں؟" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"جب دل چاہے۔ ابھی چلے جاؤ۔ جلدی کرو۔"

عمران اس سے بھی زیادہ بدحواسی کا مظاہرہ کرتا ہوا وہاں

بے ساختہ کھڑا ہوا روشی خان داور کو پُرتشویش نظروں سے دیکھتی رہی۔ پھر اٹھ کر اس کے پاس آ بیٹھی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کے جسم میں حرکت ہوئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر یک لخت اُٹھ بیٹھا اور آنکھیں پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"وہ بھاگ گیا!" روشی نے جلدی سے کہا۔

"نہیں اُسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" وہ بپھرا ہوا اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ روشی آوازیں دیتی ہی رہ گئی تھی لیکن جہاں تھی وہیں کھڑی رہی۔ اُسے روکنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔ پھر گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز سن کر بیٹھے بیٹھے انداز میں وہ ٹیلیفون کی طرف بڑھی۔ شاید ڈائل کرنے جا رہی تھی لیکن پھر کچھ سوچ کر رک گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی معاملے میں کوئی فیصلہ نہ کر پا رہی ہو۔ کچھ دیر بعد ریسیور اٹھا کر کسی کا نمبر ڈائل کیے اور دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولی۔ "روشا! فوراً آ جاؤ۔ بے حد ضروری ہے۔" ریسیور رکھ کر اس میز کی طرف مڑی جس پر خان داور کا لایا ہوا لفافہ پڑا تھا۔ تصویر پھر لفافے سے نکالی اور اُسے پُرتشویش نظروں سے دیکھتی رہی۔ ساتھ ہی گھڑی پر بھی نظر ڈالتی جا رہی تھی۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد باہر سے کسی گاڑی کے انجن کا شور سنائی دیا تھا۔ [illegible] روشی نے [illegible] کی طرف۔ وہ بھی برآمدے سے نکل آئی۔ آنے والا بھی برآمدے میں پہنچ چکا تھا۔ ایک خاصا صحت مند اور قدآور سیاہ فام آدمی تھا جس کے نقوش تیکھے تھے اور ناک پر ایک داغ قسم کا تل تھا۔

"چلو۔ اندر چلو۔۔۔!" روشی مضطربانہ بولی۔

"بہت پریشان نظر آ رہی ہو؟"

"اسی لیے تو بات ہے!"

کمرے میں داخل ہو کر اس نے دروازہ مقفل کر دیا اور اس سے بولی: "لفافہ حاصل کر لیا گیا ہے لیکن اس میں وہ حقیقت نامہ نہیں ہے۔"

"پھر کیا ہے؟"

"خود ہی دیکھ لو۔" لفافہ اس کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔

نووارد نے لفافے سے تصویر نکالی اور اس پر نظر ڈالتے ہی اچھل پڑا۔

"بالکل سے سوف کا فوٹو گراف!" اس نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"ہاں۔ اور اسے شیران نے اس لفافے میں رکھا ہوگا۔"

"تو گویا اب شبہ یقین میں بدل گیا ہے۔" نووارد نے پُرتفکر لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ بہت بُرا ہوا کہ اس لفافے کے حصول کے لیے ایک مقامی آدمی سے مدد لینی پڑی۔" روشی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور نووارد اُسے گھورنے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ خود ہی لفافہ حاصل کرنے کی کوشش کرو۔"

روشی نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر کہا۔ "اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، جس سے تم نے مدد لی تھی وہ تمہارے خلاف نہیں جا سکتا۔"

"ہو سکتا ہے کہ خلاف ہی ہو جائے۔"

"ناممکن۔۔۔ میرا خیال ہے کہ وہ تم پر بُری طرح مر مٹا ہے۔"

"اور یہی سب سے زیادہ خطرناک بات ہے۔"

"کیوں خطرناک کیوں ہے؟"

"اسی جذبے کے تحت وہ میری ٹوہ میں لگ رہا ہے، حتیٰ کہ اس کی نظر خصوصیت سے تم پر ہے۔"

"اوہ۔۔۔ تب تو مجھے سوچنا پڑے گا!"

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد روشی نے عمران کا قصہ شروع کر دیا۔ وہ بڑی توجہ سے سنتا رہا اور اس کے خاموش ہو جانے پر چٹکی بجا کر بولا۔ "میری بات مانو اب اگر تم اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاؤ تو وہ اسی احمق کے ہاتھوں قتل بھی ہو سکتا ہے۔"

روشی کچھ نہ بولی اور وہ فون کی طرف بڑھا۔ ریسیور اٹھایا ہی تھا کہ وہ ہاتھ سے چھوٹ کر میز کے نیچے جا پڑا۔ وہ ریسیور اٹھانے کے لیے جھکا اور جھکا ہی رہ گیا۔ پھر ریسیور اٹھائے بغیر سیدھا ہو گیا۔

"کیا بات ہے؟" روشی نے تحیر آمیز لہجے میں سوال کیا۔ جواب میں اس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اس کا بازو پکڑ کر کمرے سے نکال لایا۔

"آخر بات کیا ہے؟" روشی اس وقت جھنجھلا کر بولی جب وہ اُسے دوسرے کمرے میں لے جا رہا تھا۔

"اس معاملے نے پتا نہیں کون سا رخ اختیار کر لیا ہے؟"

"مطلب؟" "جنہیں ہم نے آلۂ کار بنانے کی کوشش کی وہ خود ہمارے خلاف جاسوسی کر رہے ہیں۔"

"کھل کر بات کرو۔ میں نہیں سمجھی۔"

"میں فون کا ریسیور اٹھانے کے لیے جھکا تو میز کے نیچے وہ ڈکٹا فون نظر آگیا جسے بڑی احتیاط سے وہاں چپکایا گیا ہے۔"

"نہیں!" روشی اچھل پڑی اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولی۔ "تو یہ خان داور پوری طرح میری ٹوہ میں رہا ہے۔ خیر میں دیکھوں گی۔"

"اس کمرے میں ہونے والی ساری گفتگو کوئی سن چکا ہے تو پھر کیا ہوگا۔ خان داور سے کام لینے کی تجویز تمہاری ہی تھی۔ میں تو اس سے متفق نہیں تھی۔"

"کیا فرق پڑتا ہے۔ ہم اسے خاموشی سے سلا دیں گے۔"

"وہ آسان نہ ہوگا۔ سیلارڈ وہ بہت چالاک ہے۔"

"اُس چالاک کو بے وقوف سے بچا دو۔"

"بہر حال، وہ نیا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ جہنم میں جائے۔ اب تم اس پینٹنگ کے لیے کیا کرو گے۔ شیران مر جانے کے بعد بھی ہمیں پریشان کر رہا ہے۔ کیا مر جانے کے بعد اس نے [illegible] کہ پینٹنگ اسی کے قبضے میں تھی۔ اور مطلب۔ مجھ سے ایک غلطی اور بھی ہوئی ہے۔"

روشی بُرا سا منہ بنا کر خاموش ہو گئی اور سیلارڈ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتا رہا۔

"غلطی یہ ہوئی ہے۔" وہ کچھ دیر بعد بولی۔ "کہ میں نے خان داور کے سامنے اظہار کر دیا تھا کہ وہ میری ہی ایک پینٹنگ کا فوٹو گراف ہے۔"

"اوہ، یہ کیا کیا تم نے۔" سیلارڈ دانت پیس کر رہ گیا۔

"اس کے لفافے سے برآمد ہوتے ہی میں نروس ہو گئی تھی۔"

"تم سے غلطیاں پر غلطیاں ہوتی ہیں روشی۔"

"ہاں کچھ ایسا ہی ہوا ہے لیکن ان غلطیوں کی اصلاح ممکن ہے۔"

"یعنی مزید غلطیوں کا امکان ہے۔"

"خیر۔۔۔ خیر میں دیکھوں گی۔" وہ بُرا سا منہ بنا کر رہ گئی۔

★★

میریا بے خبر سو رہی تھی۔ اچانک آنکھ کھل گئی اور اس نے چند قدموں کی آوازیں سنیں۔ ہو سکتا ہے اس سے پہلے چلنے والے کسی فائر ہی کی آواز سے اس کی نیند ٹوٹی ہو۔ وہ سانس روکے بستر پر پڑی رہی۔ باہر سے ایسی آوازیں آ رہی تھیں جیسے دو ساتھی آپس میں الجھ گئے ہوں۔ میریا کا پہلا ردعمل خوف زدگی تھا لیکن تھوڑی ہی دیر بعد جھنجھلاہٹ اس کے ذہن پر مسلط ہو گئی اور جھنجھلاہٹ خود اپنی ذات پر تھی۔ آخر کیوں ان حالات میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ شیران بھی اب زندہ نہیں۔ لیسی ماتیف جانے اور اس کا کام۔ اب وہ شیران کی سکریٹری تو رہی نہیں۔ آخر اس ملازمت کو خیرباد کیوں نہیں کہہ دیتی۔ پھر وہ اٹھ ہی رہی تھی کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے؟" اس نے ہچکچا کر پوچھا۔

"سجاد۔ اب ٹھیک ہے۔ ذرا باہر آیئے۔"

"جہنم میں جاؤ۔" وہ آہستہ سے بڑبڑائی اور اٹھ کر ڈریسنگ گاؤن پہنا۔ اس کی قدر سستی ہوتی دروازے تک آئی اور بولٹ گرا کر دروازہ کھول دیا۔ "کیا بات ہے؟"

"وہی قصہ۔۔۔ لیکن آج ایک نئی بات ہوئی ہے۔" اس کا لہجہ کسی قدر پُرمسرت تھا۔

"کیا مطلب؟"

"آج ایک کو پکڑ لیا ہے۔"

"کس طرح ہاتھ آیا؟" وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔

"بس اتفاق ہی سمجھیے۔ اگر وہ ذات شریف یہاں تشریف فرما نہ ہوتے تو آج بھی محض ہنگامہ ہی ہاتھ آتا۔"

"کس کی بات کر رہے ہو؟"

"مسٹر عمران کی۔۔۔"

"وہ اس وقت یہاں کہاں؟" میریا نے حیرت سے پوچھا۔

"کہیں خان داور کو ایک چانٹا مار کر یہاں بھاگ آئے تھے۔ میں نے انہیں اپنے کمرے میں جگہ دی تھی۔"

"کیا وقت ہوا ہے؟"

"ساڑھے چار بج رہے ہیں۔ چلیے مادام بھی میرے ہی کمرے میں ہیں۔"

"اور وہ بھی! یعنی جسے پکڑا ہے۔"

"جی ہاں۔"

"اور عمران؟"

"ایک کو پکڑ کر بقیہ دو کے پیچھے دوڑ گئے ہیں۔"

"یہ آدمی بالکل سمجھ میں نہیں آیا۔"

"مسٹر شیران نے کچھ سوچ کر ہی منہ لگایا ہوگا۔"

نہ جانے کیوں میریا کو 'منہ لگنے' کا محاورہ پسند نہیں آیا تھا لیکن وہ خاموشی سے اس کے ساتھ چلتی رہی۔ کمرے میں گل میر اور جولیا موجود تھے اور وہ آدمی جس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے فرش پر دو زانو بیٹھا انہیں خوف زدہ نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ دیسی ہی تھا اور صورت سے تیسرے درجے کا کوئی لفنگا معلوم ہوتا تھا۔

"کیا بتایا؟" سجاد نے گل میر سے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں۔ گونگا بن گیا ہے۔"

"اُلٹا لٹکا کر مار لگاؤ۔" سجاد نے کہا۔

جولیا نے میریا سے کہا۔ "جو کچھ یہ گفتگو کر رہے ہیں تم مجھے انگلش میں بتاتی جاؤ۔"

"بہت بہتر مادام۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ زبان نہیں کھول رہا، شاید گونگا اور بہرا بن گیا ہے۔" پھر اس نے سجاد سے پوچھا۔ "تم نے اُسے ان کے پیچھے تنہا کیوں جانے دیا؟"

"نہ ہم نے انہیں اس جھگڑے میں پڑنے کی دعوت دی اور نہ انہیں روک ہی سکے۔ بس اسے پکڑا کر بیٹھ گئے کہ کم از کم یہ تو معلوم ہو سکے کہ یہ لوگ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں خود مسٹر شیران حیران تھے۔"

"اگر وہ گونگا اور بہرہ ہے تو اس سے کس طرح کچھ معلوم کر سکو گے؟"

"تدبیروں سے تو پتھر بھی بول جاتے ہیں۔ یہ کیا چیز ہے؟" سجاد نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔ "ان دونوں کو بھی تجربے دھواں کریں گے۔ حلق کا منکا ڈھیلا پڑ جائے گا اور یہ چیخنا شروع کر دے گا۔"

"اوہ۔ مجھے بھی بتاؤ۔" جولیا نے میریا سے کہا اور میریا اُسے اپنی اور سجاد کی گفتگو کے بارے میں بتانے لگی۔ "ٹھیک تو کہتا ہے۔" جولیا بولی۔ "تشدد کے بغیر زبان نہیں کھولے گا لیکن اُس بے وقوف کو بھی کیا بات تھی۔"

"شاید وہ تین تھے۔ ایک کو خود اسی نے پکڑ کر ان کے حوالے کیا اور بقیہ دو جھگڑوں کے پیچھے بھی دوڑ گیا۔"

"وہ جیل کیوں تھا؟" جولیا نے سوال کیا۔

سجاد نے اس سلسلے میں جو کچھ معلوم ہوا تھا بتاتی چلی گئی بولی "حقیقتاً اُس کی زندگی خطرے میں ہے اگر وہ خان داور سے بگاڑ بیٹھا ہے۔"

"او نہہ مجھے کیا۔" جولیا شانے اچکا کر بولی اور پھر قیدی کی طرف متوجہ ہوگئی۔

سجاد نے اسے دھکا دے کر فرش پر گرا دیا تھا اور اس کی ٹانگیں اس طرح پکڑ رکھی تھیں جیسے بیچ ہی اُسے اُلٹا لٹکانے جا رہا ہو۔

"م... میں... ب... بتاتا ہوں۔" قیدی ہکلایا۔

"دیکھا آپ نے۔" سجاد نے میریا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "دو ٹکے کے بدمعاش بھی پہلے بڑی ہی دینے کی کوشش کرتے ہیں۔"

"م... میں کچھ نہیں جانتا۔" قیدی بدقت بولا۔

"یہ دوسرا سبق ہے۔" سجاد نے زہر خند کے ساتھ کہا اور ایک زوردار ٹھوکر اُس کی کمر پر رسید کی۔ وہ کراہتا ہوا دوسری طرف سرک گیا۔

"ٹھہرو۔ ٹھہر جاؤ۔" وہ دوسری ٹھوکر کی تیاری دیکھ کر چیخا۔ "میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ یہاں کیا چیز تلاش کی جا رہی ہے۔"

"چلو یہی بتاؤ۔" میریا جلدی سے بولی اور ہاتھ اُٹھا کر سجاد کو باز رہنے کا اشارہ کیا۔

"ایک تصویر۔ کسی آرٹسٹ کی بنائی ہوئی جس میں ایک گدھی اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔"

"کیا بکواس ہے؟" سجاد غرایا۔ "یہاں ایسی کوئی تصویر نہیں ہے میں نے تو نہیں دیکھی آج تک۔"

"تلاش کرانے والے کا خیال ہے کہ اسے یہیں کہیں چھپا کر رکھا گیا ہے۔" قیدی نے کراہتے ہوئے کہا۔

"تلاش کرانے والا کون ہے؟" سجاد نے پوچھا۔

"وہ جانتا ہو گا جس نے ہمیں اس کام پر لگایا ہے۔"

"آپ پہیلی کیوں بجھوا رہا ہے۔ جلدی سے بتاتا کیوں نہیں کہ وہ کون ہے؟"

"کیلی سٹن، اسٹارلٹ کلب کا منیجر۔"

"اوہ۔" سجاد طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"یقین کرو کہ میں اس سے زیادہ نہیں جانتا کہ کہاں بھی مارو گے تو اتنا ہی بتا سکوں گا جتنے کا علم ہے۔"

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔" میریا بولی۔ "لیکن اس کا کیا کرو گے؟"

"جب تک مناسب سمجھیں گے یہیں قید رکھیں گے۔"

میریا نے جولیا کو بعد کی گفتگو سے بھی آگاہ کیا اور وہ حیرت سے بولی: "ناقابلِ یقین۔ میں تسلیم نہیں کرتی کہ انہیں ایسی کسی لایعنی تصویر کی تلاش ہوگی۔ یہ اول درجے کا جھوٹا ہے۔ شیران کو پینٹنگ سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔"

"آپ کا خیال درست ہے مادام۔ وہ فنونِ لطیفہ جیسی چیزوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتے تھے۔ دکھی انسانیت کی عملی خدمت کرتے تھے۔"

"بس تو پھر اس پر تشدد جاری رکھا جائے کسی مرحلے پر سچی بات اُگل ہی دے گا۔"

اس کے بعد وہ انہیں وہیں چھوڑ کر اپنی خواب گاہ میں واپس چلی گئی تھی۔ عمران پر شدید غصہ تھا آخر ابھی تک اس نے خود اس سے کوئی بات کیوں نہیں کی۔ دوسروں کے لیے اجنبی بنا رہتا لیکن تنہائی میں اپنے طور پر وہ باتیں کر لینے میں کیا قباحت تھی۔ سوچ ہی رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔ لیٹے ہی لیٹے سائیڈ ٹیبل کی طرف ہاتھ بڑھا کر ریسیور اُٹھا لیا۔

"ہیلو..."

"کون ہے؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"لیسی ماتیف۔"

"خوب۔ خوب تو آنجہانی موسیو شیران کی بیوہ ہیں۔"

"میں تمہیں جان سے مار دوں گی۔" جولیا دانت پیس کر بولی۔ اس بار اس نے عمران کی آواز پہچان لی تھی۔

"جس حساب سے تو آپ نے مجھے جان سے مارا ہے اس سے تو اب میرا ہزار اعمال ختم ہونا چاہیے۔"

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟"

"تمہارا چیف جانے۔"

"تم کیا کر رہے ہو مجھے عدالت میں کیوں نہیں بھیجتے؟"

"اوہ... خیر کرو۔ اس نے کیا بتایا؟"

"جو کچھ بتایا ہے وہ اُسے مضحکہ خیز ہی سمجھتی ہوں کچھ بات نہیں بنتی۔"

"اس کا فیصلہ تمہیں نہیں کرنا کہ سچی بات ہے یا غلط۔"

جولیا نے جو کچھ سُنا تھا خوشگوار لہجے میں بتانے لگی۔

"تو بلی تھیلے سے باہر آگئی۔" عمران نے سب کچھ سُن کر کہا "دودھ پلانے والی گدھی کی پینٹنگ تلاش کرو۔"

"میں تلاش کروں؟" جولیا جھنجلا کر بولی۔

"اوہ تو کیا تم سچ مچ خود کو شیران کی بیوہ سمجھنے لگی ہو؟ مجھے اُداس مت کرو۔"

"اچھا۔ اچھا۔ بائی بائی۔ گدھی کی تلاش ضروری ہے۔"

"اُس آدمی کا کیا کریں؟"

"وہیں بند رکھو...!"

"سجاد کی بھی یہی تجویز ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور پھر رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ جولیا نے جھنجلا کر ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ وہ اُس سے پوچھنا بھول گئی تھی کہ ان دونوں کا کیا بنا جن کا پیچھا کر رہا تھا۔

**

شام کے اخبار میں تاجر کے قتل کی خبر شائع ہوئی تھی۔ وہ سردار گڑھ کا ایک مشہور نقب زن اور قفل شکن تھا۔ پندرہ دن ہوئے تین سال کی قید بھگت کر رہا ہوا تھا۔ اُس کی لاش اُس کے کیبن کے سامنے پڑی پائی گئی تھی۔ کسی نے ٹھیک دل کے مقام پر گولی مار کر اُسے ختم کر دیا تھا۔ وہ آبادی سے دور ایک الگ تھلگ مقام پر لکڑی کے کیبن میں مقیم تھا۔ اخباری رپورٹ کے مطابق پولیس سرگرمی سے قاتل کی تلاش میں مصروف تھی۔

خان داور اس خبر کو پڑھ کر عجیب سے انداز میں مسکرایا تھا۔ بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے اگر وہ خبر شائع نہ ہوتی تو قتل کی لذت آدھی ہی رہ جاتی۔

وہ اس وقت اپنے پائیں باغ کی ایک سلان چیئر پر نیم دراز تھا۔ دفعتاً اُسے کچھ یاد آیا اور وہ اُٹھ کر گیراج کی طرف چل پڑا۔ خاصا وسیع گیراج تھا جس میں کئی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ وہ اس گاڑی کی طرف بڑھا جو پچھلی شام کو اس کے استعمال میں رہی تھی۔

ڈیش بورڈ کا خانہ کھول کر اس میں ہاتھ ڈال دیا اور پھر یک بیک اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار دکھائی دیے۔ وہ پستول ڈیش بورڈ کے خانے میں نہیں تھا جس سے اُس نے پچھلی شام تاجر پر فائر کیا تھا۔ پھر اگلی سیٹ اُٹھا کر اس کے نیچے بھی ٹٹولتا رہا لیکن وہاں بھی کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اس کے بعد اس نے پوری گاڑی کی تلاشی لے ڈالی تھی۔ پستول غائب تھا۔

اس کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئی تھیں اور جبڑے سختی سے بھنچے ہوئے تھے۔ اُسے یاد آیا کہ پچھلی شام روزنا کے کاٹیج میں داخل ہونے سے قبل اس نے گاڑی کے دروازے مقفل نہیں کیے تھے اور عمران اس کی بے ہوشی کے دوران میں وہاں سے رخصت ہوا تھا۔ تو کیا وہ پستول اُسی نے گاڑی سے غائب کیا تھا... یا پھر روزنا... نہیں روزنا نہیں ہو سکتی۔ بہر حال وہ اُس کے بعد رات گئے تک عمران کو تلاش کرتا پھرا تھا لیکن وہ ہاتھ نہیں آیا تھا۔ خان داور کو تو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ اُس کا قیام کہاں تھا؟ عمران ہی ہو سکتا ہے۔ وہ پھر سوچنے لگا۔ کمبخت نے پریشر پوائنٹ پر ہاتھ مارا تھا ورنہ وہ اس طرح بے ہوش نہ ہو سکتا۔ کیا وہ واقعی احمق ہے؟ اس نے کسی ماہر باکسر کے سے انداز میں پھرتی سے چہرہ بدل کر اس کی کنپٹی پر ضرب لگائی تھی۔ ایک بار پھر خان داور کا خون کھولنے لگا اور اُس نے سوچا کہ آخر اب انتظار کس بات کا ہے؟ عمران کو تلاش کر کے ٹھکانے لگا دینا چاہیے۔ ورنہ اگر وہ پستول کسی طرح پولیس کے قبضے میں چلا گیا تو دشواری میں پڑ جائے گا کیونکہ وہ بغیر لائسنس کا نہیں تھا۔ تاجر کے سینے سے نکالی جانے والی گولی کے سائنٹفک مشاہدے کے بعد اگر پستول کسی طرح پولیس کے ہاتھ لگ گیا تو کیا ہوگا؟ عمران... کمبخت آخر یہ ہے کون؟ اُسے اس کے بارے میں جو کچھ بھی معلوم ہوا تھا شیران سے معلوم ہوا تھا۔ حقیقت کیا تھی۔ خدا ہی جانے۔

دفعتاً خیال آیا کہیں وہ پُراسرار احمق شیران ہی کی کوٹھی میں نہ چھپا بیٹھا ہو۔ اگر ایسا ہے تو وہ زبردستی وہاں کی تلاشی تو نہ لے سکے گا۔ ملازمین سے بھی کچھ نہ معلوم ہو سکے گا۔ اگر اُس نے وہاں پناہ لی ہوگی پھر کیا کیا جائے۔ وہ پستول! اُسے ملنا ہی چاہیے جس سے اس نے تاجر کو ہلاک کیا تھا۔

اس نے دوسری گاڑی گیراج سے نکالی اور عمران کی تلاش میں دوبارہ نکل کھڑا ہوا۔ سب سے پہلے شیران کی کوٹھی ہی کا رُخ کیا تھا۔ اُس کی دانست میں وہ اُن تینوں غیر ملکیوں ہی سے کچھ جوڑ توڑ کر کے کوٹھی میں پناہ لے سکتا تھا۔ لہٰذا اُس نے سوچا کہ سیدھا اسی ہٹ کی طرف جائے جہاں اُن تینوں کا قیام تھا۔ عقبی پارک کی طرف سے زیادہ آسان ہوگا کیونکہ اُس ہٹ کا ایک دروازہ عقبی پارک میں بھی کھلتا تھا۔ اس طرح وہ مسز شیران کی لاعلمی میں بھی اپنا مقصد حاصل کر سکتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس جھگڑے کے بارے میں اُن لوگوں کو بھی کچھ معلوم ہو سکے۔

اس نے گاڑی کوٹھی سے کسی قدر فاصلے پر ایسی جگہ چھوڑ دی جہاں سے وہ کوٹھی کے افراد کو نظر نہ آ سکتی تھی پھر وہ عقبی پارک کی طرف چل پڑا۔ وہاں پہنچ کر دیوار سے لگا اُس دروازے کی

عمارت کے جس حصے سے اُس کا تعلق تھا وہ ملازموں کی قیام گاہ سے تھا۔

حسب اتفاق تھا کہ اُسے ناکامی کا منہ نہیں دیکھنا پڑا۔ دروازے کے قریب پہنچتے ہی اُسے عمران کی احمقانہ چہکار سنائی دی۔ دروازہ کھلا ہی ہوا تھا اور شاید وہ لوگ اسی کمرے میں موجود تھے۔ عمران بڑی شدومد سے کچھ کہہ رہا تھا کہ اچانک خان داور آگے بڑھ کر بالکل اُن کے سامنے پہنچ گیا۔

عمران کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ بکواس کرتے وقت دونوں ہاتھ جس پوزیشن میں تھے اُسی میں گویا منجمد ہو کر رہ گئے اور پلکوں نے جھپکنا ترک کر دیا۔

سجاد اور گل میر بھی خاموش ہو گئے تھے اور ایک ٹک خان داور کو دیکھے جا رہے تھے۔ دفعتاً خان داور نے قہقہہ لگایا اور عمران بھی اسی طرح ہنس پڑا جیسے خان داور کے ہنستے ہی اس کے حلق کی گرہ کھول دی ہو۔

"تم خوامخواہ چھپتے پھر رہے ہو۔" خان داور نے کہا اور عمران کے قہقہے میں بریک لگ گیا اور آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ خان داور کہتا رہا۔ "بعد میں مجھے اس قدر ہنسی آئی تھی کہ بیان نہیں کر سکتا۔ بے حد پیار آیا تھا تمہاری اس ادا پر۔"

"اچھا۔" عمران پھر چہکا اور بے تحاشا ہنسنے لگا۔ خان داور بھی اس ہنسی کا ساتھ دے رہا تھا لیکن سجاد اور گل میر کے چہرے تاریک ہو گئے تھے اور وہ عمران کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے کسی خطرے سے آگاہ کرنا چاہتے ہوں لیکن عمران اُن کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"چلو۔" خان داور ہاتھ ہلا کر بولا۔ "یہاں بیٹھے وقت کیوں برباد کر رہے ہو۔ اُن باتوں کا اب مجھ پر کوئی اثر نہیں رہا۔ ہم دونوں دوست ہیں۔" اس نے عمران کی طرف ہاتھ بڑھایا جو بڑی گرمجوشی کے ساتھ قبول کر لیا گیا۔

"لیکن مسٹر عمران۔" سجاد نے بھرائی ہوئی آواز میں کچھ کہنا چاہا لیکن عمران ہنس کر بولا۔ "سب ٹھیک ہے۔ صلح صفائی ہو گئی۔ میں جا رہا ہوں۔" پھر وہ ایک دم اُٹھا تھا اور خان داور کا بازو پکڑ کر آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

"اُدھر کہاں۔" خان داور بولا۔ "گاڑی اِدھر ہے۔"

"اچھا تو اِدھر ہی چلیے کتنی خوشی ہو رہی ہے مجھے۔"

"مجھے بھی اتنی ہی خوشی ہو رہی ہے اور اب روزا کو تمہاری پوزیشن بتانی ہو گی لیکن شرط تو ختم ہو چکی ہے۔"

"پھر بتانے سے کیا فائدہ۔" عمران نے مایوسی سے کہا۔

"کیا تمہیں پیسوں کی ضرورت ہے؟"

"کیوں نہیں۔ یہاں عیش ہی کرنے تو آیا ہوں۔"

"اس کی فکر نہ کرو۔ ہم ہمیں کے دوست ہو جاتے ہیں۔ اور جس کی جیب ہمیشہ گرم رہتی ہے۔ خان داور کا مصاحب ہونا ہی بڑی بات ہے۔"

"میرے ایک دادا اور نانا بھی اکبر بادشاہ کے مصاحب تھے۔"

"دادا اور نانا کیا چیز ہے؟"

"اکبر بادشاہ کے زمانے میں کچھ ہوتا تھا ٹھیک سے یاد نہیں اماں جان مرحومہ بتایا کرتی تھیں۔"

"روزا تمہیں کیسی لگتی ہے؟"

"ہاں ٹھیک ہے۔" عمران نے مُردہ سی آواز میں کہا پھر چہک کر بولا۔ "لیکن یہاں والی میرا کیا کہنا۔ سلونی رنگت پر میری جان نکلنے لگتی ہے۔ اسی کو دیکھ کر تو بس۔"

عمران نے اس طرح ہاتھ سے منہ بند کر لیا جیسے کوئی غلط بات نکل جانے کا خدشہ رہا ہو۔

"کہو کہو۔ شرماؤ نہیں۔ میں ہر طرح تمہاری مدد کروں گا۔"

"اچھا پھر کبھی بتاؤں گا۔" عمران نے بہت زیادہ شرما کر کہا۔

"ضرور۔ ضرور۔ میں یاروں کا یار ہوں۔ اُن کے لیے سب کچھ کر گزرتا ہوں۔"

اس نے عمران کو گاڑی میں بٹھایا اور گرین کاٹیج کی طرف روانہ ہو گیا۔ عمران نے اس سے یہ بھی نہیں پوچھا تھا کہ وہ اُسے کہاں لے جا رہا ہے۔ ادھر خان داور کی اسکیم تھی کہ روزا ہی کے سامنے اس کی درگت بنائے جس سے اُسے شرمندگی اٹھانی پڑی تھی۔ گرین کاٹیج پہنچ کر عمران چونک پڑا تھا اور اس طرح بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا تھا جیسے اس دوران میں سوتا رہا ہو۔

روزا نے حیرت سے اُن دونوں کو دیکھا تھا اور سختی سے ہونٹ بھینچ لیے تھے کیونکہ دونوں ہنستے بولتے ہوئے اس کے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تھے۔

"بیٹھو۔" خان داور نے عمران کو ایک صوفے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

انداز جارحانہ تھا۔ عمران بیٹھ تو گیا لیکن بیوقوفوں کی طرح اس کی شکل تکتا رہا۔ اور پھر اُس نے دیکھا کہ خان داور کی جیب سے لمبے پھل والا ایک چاقو بھی برآمد ہو گیا ہے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" روزا تیز لہجے میں بولی۔

"تم ذرا دیر خاموش رہو۔" خان داور نے عمران پر جھکتے ہوئے کہا۔

"یہاں کچھ نہیں ہو گا۔ اسے کہیں اور لے جاؤ۔"

"تم دونوں ہی کو جواب دہی کرنی ہے۔ تم بھی بیٹھ جاؤ۔"

"کیا مطلب؟"

"ابھی بتاتا ہوں بیٹھ جاؤ۔"

عمران کے چہرے پر صرف حماقت طاری تھی۔ خوف کا شائبہ تک نہیں تھا لیکن ایسا بھی نہیں تھا جیسے اس پوزیشن کو سمجھنے سے قاصر ہو۔

روزا خان داور کو گھورتی ہوئی بیٹھ گئی اور خان داور بولا۔ "کل شام کو جب میں یہاں آیا تھا تو اپنی گاڑی مقفل نہیں کی تھی۔ کسی نے گاڑی کے گلوو کمپارٹمنٹ سے میرا پستول غائب کر دیا۔"

"اچھا تو پھر۔۔؟"

"دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو وہ پستول اس نے غائب کیا تھا یا پھر تمہارے کسی آدمی نے۔"

"میرے آدمی تمہاری گاڑی کو کیوں ہاتھ لگانے لگے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور میں شروع سے آخر تک تمہارے ساتھ ہی رہی تھی۔"

"ہاں مجھے یاد ہے تو پھر تم بتاؤ۔" اس نے عمران سے کہا۔

"م۔ میں کیوں نکالنے لگا۔ پستول وستول سے مجھے چلانا نہیں آتا۔"

"تم مجھ سے بیر۔ تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔"

"زبردستی کی تو بات ہی دوسری ہے۔"

"تم نے اتنی لاپروائی سے اُسے گلوو کمپارٹمنٹ میں کیوں رکھا تھا۔" روزا نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"بس رکھ دی تھی۔"

"تو پھر میں بھی یہی کہوں گی کہ اس سلسلے میں کسی تیسرے کو تلاش کرو۔ کم از کم یہ آدمی پستول کو تو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔"

"بالکل بالکل۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میرا تو دم ہی نکل جاتا ہے پستول بندوق کی شکل دیکھ کر۔"

"لیکن چاقو سے مرعوب نہیں معلوم ہوتے۔" خان داور نے کہا۔

"ترکاری کاٹنے کا ہے کیا؟" عمران نے خوش ہو کر پوچھا اور اس طرح چاقو کو دیکھنے لگا جیسے پہلی بار اُس پر نظر پڑی ہو پھر یک بیک خوفزدہ نظر آنے لگا۔

"کل یہی غائب تھا۔ اگر میرے ہاتھ میں چاقو ہوتا تو تیرا شکار بچ کر نہیں نکل سکتا۔" خان داور نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں کہتی ہوں۔ یہاں بات نہ بڑھاؤ۔"

"بات یہیں سے شروع ہوئی تھی۔ روزا اس لیے برائے مہربانی خاموش رہو۔ اگر پستول کا معاملہ ہوتا تو میں اس بیہودگی کو نظرانداز کر دیتا لیکن اب تو میں اسے بے وقوف سمجھنے پر بھی تیار نہیں۔ اطلاع ہے کہ اداکار معلوم ہوتا ہے۔"

"یہ بات کبھی تم نے۔" عمران احمقانہ انداز میں ہنس کر بولا۔ "ایک بار ڈاکٹر شہاب شیرازی نے بھی کہا تھا کہ تم میں اچھا اداکار بننے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔۔۔ واہ وا۔۔"

"میں کہتا ہوں کہ بکواس بند کرو اور بتاؤ کہ میرا پستول کہاں ہے ورنہ یہاں سے تمہاری لاش ہی جائے گی۔"

"خان داور اسے یہاں سے کہیں اور لے جاؤ۔ ورنہ میں پولیس کو فون کر دوں گی۔" روزا نے جھنجھلا کر کہا۔

"تم تو مجھے دھمکی نہ دو۔"

"میں یہاں ہاتھا پائی نہیں ہونے دوں گی۔"

"اور کیا؟" عمران چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "اتنا عمدہ فرنیچر ہے۔"

"تم محض رُعب جمانے کی باتیں۔" خان داور جھلا کر بولا۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اسے اس پچویشن کی پروا ہی نہ ہو۔"

"وہ اتنا ہی معصوم ہے۔ تم خواہ مخواہ اس کے پیچھے پڑ گئے ہو۔ مگر یا تم کل کا واقعہ بھول ہی گئیں۔"

"کل کا واقعہ۔ کل کا واقعہ دہرائے جا رہے ہو۔" عمران شکایت آمیز لہجے میں بولا۔ "کہہ تو دیا ایک بار کہ بوکھلاہٹ میں ہاتھ گھوم گیا تھا۔"

"تم مجھ سے بن رہے ہو۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ کہاں ضرب لگانے سے کیا نتیجہ نکلے گا۔"

"یہ تو جانتا ہوں۔ بچپن ہی سے مشق کرتا آیا ہوں۔ میرے چچا جوڈو کراٹے کے ماہر تھے۔" عمران نے بڑی سعادت مندی سے کہا۔

"سُنا تم نے۔" خان داور نے روزا کو مخاطب کیا۔ "جوڈو کراٹے کا ماہر ہونے کا مطلب یہ معاشی بھی ہونا نہیں ہے۔"

"بھلا دیکھیے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "آج کل تو سکولوں کی بچیاں بھی جوڈو کراٹے سیکھ رہی ہیں۔ کیا استانیوں کی پٹائی کرنے کے لیے۔ بھئی کام کی چیز ہے۔ کھانے کی میز پر بھی کام آ سکتی ہے۔"

"شٹ اپ۔ بتاؤ پستول کہاں ہے؟" خان داور زور سے دھاڑا۔

"اچھا تو پھر مجھے اجازت دو کہ میں اطلاع دینے کا فونچر ایک طرف لگا دوں۔" عمران اُٹھتا ہوا بولا اور خان داور نے آپے سے باہر ہو کر اُس پر چھلانگ لگا دی اور صوفے سمیت دُوسری طرف ڈھیر ہو گیا۔ عمران نے پھر پھرتی پھرت دکھائی تھی لیکن تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ خان داور فرش پر پڑے ہی پڑے اُس پر چاقو پھینکے گا۔ بس قسمت کا سکندر ہی تھا کہ اُسے بروقت چاقو کی چمک کا احساس ہو گیا اور اُس نے بڑی پھرتی سے لوٹ لگا دی لیکن دُوسرے ہی لمحے میں اُس نے روزا کی چیخ سنی تھی اور پھر کھٹاکے کی آواز آئی تھی۔ وہ چیخ پر بوکھلا کر اُٹھ بیٹھا۔ چاقو سامنے والے دروازے میں پیوست نظر آیا جو یقینی طور پر روزا کے بہت قریب سے گزرا ہوگا۔

"بس خان داور۔ اب اپنا قصہ تمام سمجھو۔ میں کسی خاتون کی خوفزدہ چیخ برداشت نہیں کر سکتا۔" عمران غرّایا۔

پھر خان داور پوری طرح اُٹھ بھی نہیں پایا تھا کہ عمران نے اُس پر چھلانگ لگا دی لیکن اس بار عمران کو منہ کی کھانی پڑی۔ خان داور نے بھی اپنی جگہ سے کھسک جانے میں خاصی تیزی دکھائی تھی۔ عمران پیٹ سے فرش پر منہ کے بل جا گرا۔ مگر اُس نے خان داور کو اپنے اوپر سواری گانٹھنے کا موقعہ نہیں دیا تھا۔ پھرتی سے سیدھا ہوا اور چیت پڑنے والے حریف کو ٹانگوں پر رکھ کر دُوسری طرف اُچھال دیا اور اُس کی کراہ سُن کر اُٹھ بیٹھا۔ اس دوران میں دونوں ہی بھول گئے تھے کہ وہاں روزا بھی موجود ہے۔ اُس نے دیکھا کہ روزا خان داور کو اُٹھانے کی کوشش کر رہی ہے اور عمران نے خود روزا کی بھی چیخ سُنی اور جیسے ہی عمران اُس کے قریب پہنچا۔ اُس نے دیوانہ وار عمران کا گریبان پکڑ لیا۔

"یہ کیا کیا تم نے؟" وہ اُسے جھنجھوڑ کر بولی۔

تب عمران نے دیکھا کہ وہی چاقو خان داور کے بائیں پہلو میں دستے تک پیوست ہے جو اُس نے عمران پر پھینکا تھا۔

"مم... لیکن" عمران ہکلا کر دروازے کی طرف مڑا لیکن چاقو اس میں پیوست نظر نہ آیا۔

"بولو۔ یہ کیا کیا تم نے؟" وہ پھر اُس کے گریبان کو جھٹکا دے کر بولی۔

"یہ تو اُدھر دروازے میں گھس گیا تھا۔" عمران نے کہا۔ "اِدھر کیسے پہنچ گیا؟"

"میں کیا جانوں! تم دونوں لڑ رہے تھے۔"

"یقیناً لڑ رہے تھے لیکن یہ کام میرا نہیں ہے۔"

"دیکھو زندہ بھی ہے یا مر گیا۔" روزا ہکلاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"خود ہی دیکھ لو۔ میں تو جا رہا ہوں۔"

"ہرگز نہیں۔ تم نہیں جا سکتے۔ میں پولیس کو فون کروں گی۔"

"اچھا اگر میں نہ جاؤں تو تم کیا کرو گی؟"

"بیٹھ کر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے کہ اب کیا کیا جائے۔"

عمران نے جھک کر دیکھا۔ خان داور ختم ہو چکا تھا لیکن موت کی آہٹ تک محسوس نہیں کی جا سکی تھی۔

وہ سیدھا کھڑا ہو کر بولا۔ "مر چکا ہے لیکن چاقو... اُدھر کیسے پہنچا؟"

"پولیس کو چاقو کے اِدھر اُدھر ہونے سے کوئی دلچسپی نہ ہوگی۔ یقین کرو کہ تم بہت بڑی دُشواری میں پڑ گئے ہو۔"

"تم۔ میں کیوں پڑنے لگا دُشواری میں۔ مجھے بہلا پھسلا کر یہاں لایا تھا اور پھر کسی پستول کا قصہ چھیڑ کر مجھے مار ڈالنے پر تُل گیا۔"

"کیا تم نے اس کا پستول غائب کیا تھا؟"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مجھے کیا پڑی تھی؟"

"خیر اب یہ بات تو اُس کے ساتھ گئی۔ لیکن تم..."

"لیکن میں کیا!" عمران نے جھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

"کچھ معززین نے شیراز کی کوٹھی میں تمہیں خان داور سے اُلجھتے دیکھا تھا اور تم اُسے دھمکیاں دیتے ہوئے چلے گئے تھے۔"

"لیکن میں نے اُسے قتل نہیں کیا۔"

"میں باور کر لوں گی لیکن پولیس نہیں کرے گی۔"

"لیکن پولیس کو بیان تو دے سکو گی؟"

"شاید تم پاگل ہی ہو۔ میں کیوں اس جھگڑے میں پڑوں گی؟"

"میں نے اُسے نہیں مارا۔ چاقو اُدھر دروازے میں گھسا ہوا تھا۔"

"اچھا تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے جا کر وہاں سے نکال کر اس کے دل میں اُتار دیا۔"

"تم کیوں ایسا کرنے لگیں؟"

"اُف فوہ! چلو یہاں سے۔" وہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف کھینچتی ہوئی بولی۔ "فی الحال اس کمرے کو مقفل کیے دیتی ہوں۔ دُوسرے کمرے میں بیٹھ کر کوئی ڈھنگ کی بات سوچیں گے۔ یہاں تمہارے حواس بحال نہیں ہوں گے۔"

"یہاں اور کون کون ہے؟"

"خوش قسمتی سے میرے علاوہ اور کوئی بھی نہیں ہے۔ سرِ شام ہی نوکروں کو چھٹی دے دی تھی۔ چھٹتے ہیں ایک بار ایسا بھی کرتی ہوں۔"

"بہت اچھا کرتی ہو۔ نوکروں کو بھی کسی قدر آرام کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔"

کمرے سے نکل کر روزا نے دروازہ مقفل کر دیا اور اُسے کچن میں لے آئی۔ عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی حماقت میں اب خوف کی جھلکیاں بھی شامل ہو گئی تھیں۔

"بیٹھ جاؤ۔" روزا نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کر کے نرم لہجے میں کہا۔ "میں تمہارے لیے کافی بناتی ہوں۔"

"نہیں چائے۔ مجھے کافی اچھی نہیں لگتی۔" عمران بولا۔

"اچھی بات ہے۔ چائے سے بھی تمہیں سکون ملے گا۔"

روزا چائے کے لیے کیتلی میں پانی اُنڈیلتی ہوئی بولی۔

عمران کچھ نہ بولا۔ سر جھکائے بیٹھا رہا۔ روزا پُرتفکر نظروں سے اُسے دیکھے جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے سوال کیا۔

"وہ تمہیں اس وقت کہاں سے لایا تھا؟"

"شیراز کی کوٹھی سے۔"

"کسی نے دیکھا تو نہیں تھا؟"

"کیوں نہیں۔ اس کے تینوں ملازم وہاں موجود تھے۔"

"یہ اور بُرا ہوا۔ وہ بھی تمہارے خلاف شاہد بن جائیں گے۔"

"پھر بتاؤ۔ میں کیا کروں؟" عمران رو دینے کے سے انداز میں بولا۔

"یہی تو سوچنا ہے۔ دراصل ہم دونوں ہی دُشواری میں پڑ گئے ہیں۔ خواہ وہ کسی طرح بھی مرا ہو۔ اس کی موت میرے گھر میں واقع ہوئی ہے۔ لہٰذا پولیس مجھے بھی ملوث کرنے کی کوشش کرے گی۔"

"یہ بات تو ہے۔"

"پھر بتاؤ کیا کریں؟"

"اتنی عقل تو نہیں ہے مجھ میں۔ تم ہی کچھ بتاؤ۔ میں کرنے کو تیار ہوں۔"

"اگر ہم لاش کو کہیں دفن کر دیں تو کسی کو معلوم نہیں ہو سکے گا کہ اس پر کیا گزری؟"

"ٹھیک۔ لیکن گاڑی جو باہر کھڑی ہوئی ہے۔"

"اُسے ریلوے اسٹیشن کے پارکنگ لاٹ پر کھڑی کر آئیں گے۔"

"اس سے کیا ہوگا؟"

"اگر گاڑی وہاں پائی گئی تو لوگ سمجھیں گے کہ وہ کہیں باہر گیا ہوا ہے، وہ عموماً اسی طرح باہر جاتا ہے۔ گاڑی اسٹیشن کے باہر چھوڑتا ہے اور کئی کئی دنوں کے بعد واپس آتا ہے۔"

"تب تو ٹھیک ہے۔"

روزا نے چائے اُنڈیلی اور کپ اُس کے سامنے میز پر رکھ دیا لیکن عمران اس عرصے میں بھی غافل نہیں رہا تھا۔ اُسے اُس کیپسول کی جھلک دکھائی دے گئی تھی جو روزا کی انگلیوں سے پھسل کر چائے کی پیالی میں گرا تھا۔ اس نے اپنے لیے چائے میز پر ہی پیالی رکھ کر اُنڈیلی تھی۔ اس کے بعد شاید شکر کے لیے دوبارہ سائیڈ بورڈ تک گئی تھی۔ اسی دوران میں عمران نے ہاتھ کی صفائی دکھائی تھی۔ دونوں پیالیوں کی جگہیں اتنی آہستگی سے بدل گئیں کہ روزا کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو سکا۔ دوبارہ میز کے قریب پہنچ کر اُسی پیالی میں مزید شکر ڈالی جو چند لمحات پہلے عمران کے آگے رکھی گئی تھی پھر پیالی میں چمچہ گھماتی ہوئی بولی۔ "میں نے تمہیں پہلی ہی نظر میں پسند کر لیا تھا۔ اگر خود [illegible] نہ کرتے تب بھی میں تمہاری [illegible] اور اس کے بچے لگتی۔ معصوم شہزادہ!"

"اب بے وقوف بنا رہی ہو۔" عمران شرما کر بولا۔

"نہیں۔ تم مجھے بہت اچھے لگتے ہو۔"

عمران چائے کے تین چار گھونٹ لے چکا تھا۔ روزا ابھی چائے پی رہی تھی۔ دفعتاً عمران نے جماہی لی اور روزا کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔ روزا اُسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ اچانک اس نے بھی عمران ہی کے انداز میں آنکھیں پھاڑنی شروع کر دیں اور پھر بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔ میز کے پاس سے ہٹ جانا چاہا لیکن لڑکھڑائی۔ اگر عمران نے جھپٹ کر سنبھال نہ لیا ہوتا تو فرش پر ڈھیر ہو جاتی لیکن وہ بے حس و حرکت ہو کر اس کے ہاتھوں پر جھول گئی۔ عمران نے بڑی احتیاط سے اُسے فرش پر لٹا دیا اور بلاؤز کی جیب سے سٹنگ روم کی کنجی نکالی اور کچن سے نکل کر دروازہ بولٹ کر دیا۔

روزا آدھے گھنٹے تک اسی طرح بے حس و حرکت پڑی رہی تھی پھر اُٹھی تھی تو انداز سے دیوانگی جھلکنے لگی تھی۔ جھپٹ کر کچن کا دروازہ کھولا۔ دوڑتی ہوئی سٹنگ روم تک پہنچی اور قفل ہی لگا ہوا دیکھ کر جہاں تھی وہیں رہ گئی۔ غیر ارادی طور پر بلاؤز کی جیب میں ہاتھ ڈالا تھا لیکن پھر قفل میں لگی ہوئی کنجی کی طرف نظر اُٹھ گئی... مضطربانہ انداز میں آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ خان داور کی لاش جوں کی توں پڑی تھی لیکن لباس کی بے ترتیبی سے اندازہ ہو رہا تھا کہ بعد میں اُس کی جامہ تلاشی لی گئی ہے۔ فون کا ریسیور کریڈل کی بجائے میز پر پڑا نظر آیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اُس کمرے کی تلاشی بھی لی گئی

پھر وہ کمرے سے نکلی اور اُسے دوبارہ مقفل کر کے دوسرے کمروں کی طرف دوڑی۔ پھر ایک میں ایسی ہی ایمرجنسی آئی جیسے انہیں ملٹ جیکٹ کر کے رکھ دیا ہو پھر وہ اُٹھی۔ آوازیں گالیاں بکنے لگی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ سٹنگ روم میں واپس آ کر فون پر کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگی اور پھر ماؤتھ پیس میں بولی۔ "بیلارڈ کو اطلاع دو...۔"

کچھ دیر بعد دوسری طرف سے بیلارڈ کی آواز سن کر بولی۔

"فوراً آؤ ورنہ ہم سب دُشواری میں پڑ جائیں گے۔"

"آخر بات کیا ہے؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"فون پر تفصیل میں جانے کا وقت نہیں فوراً پہنچو۔"

"اچھا میں آ رہا ہوں۔"

وہ ریسیور کریڈل پر رکھ کر باہر نکل آئی اور کمرے کو پھر مقفل کر دیا۔ برآمدے میں پہنچی تو خان داور کی گاڑی پر نظر پڑی۔ ذہن کو جھٹکا سا لگا اور وہیں آرام کرسی پر بیٹھ گئی پھر کچھ سوچ کر اٹھی اور برآمدے کی روشنی بند کر دی۔ اس طرح باہر کھڑی ہوئی گاڑی بھی اندھیرے میں ڈوب گئی تھی۔

آرام کرسی پر بیٹھ کر آنکھیں بند کر لیں۔ شراب بھی بُری طرح چڑھا رہا تھا اور ایسی تھکن محسوس ہو رہی تھی جیسے کسی پہاڑ کی چوٹی سر کر کے آئی ہو۔ جلد ہی اُسے پھر چونکنا پڑا۔ کسی گاڑی کے انجن کی آواز سنائی دی تھی۔ ارتعاش پیدا کرتی ہوئی اسی جانب بڑھی آ رہی تھی۔ وہ کرسی سے اُٹھی۔ گاڑی پولیس کی بھی ہو سکتی تھی لیکن کیا وہ احمق پولیس کو اطلاع دینے کی جرات کر سکے گا۔ احمق۔ احمق کیوں۔ ایک ایسے کارگزار آدمی کو احمق کہا جا سکتا ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ بے خیالی میں کئی قدم پیچھے ہٹ گئی۔ لیکن مڑ کر سڑک کے موڑ سے گاڑی کے ہیڈ لیمپس کی روشنی اس پر پڑی تھی پھر جلد ہی وہ گاڑی خان داور کی گاڑی کے پیچھے آ کھڑی ہوئی اور اُس نے اطمینان کا سانس لیا۔ گاڑی بیلارڈ ہی کی تھی۔

"کیا ہوا کیا بات ہے؟" وہ اُس کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"برآمدہ تاریک کیوں ہے؟"

"اُسے یونہی رہنے دو۔ میرے ساتھ چلے آؤ۔" روزا بائیں جانب والے دروازے کی طرف مڑتی ہوئی بولی۔ بیلارڈ نے سگریٹ لائٹر روشن کر لیا تھا۔ وہ اُسے سیدھی کچن میں لیتی ہوئی چلی آئی اور کسی تمہید کے بغیر عمران اور خان داور کی کہانی سُنا دی۔

"اور پھر؟" اُس نے کسی قدر توقف کے ساتھ کہا۔ "میں نے سوچا خان داور سے چھٹکارا پانے کا اس سے بہتر اور کوئی موقع نہیں ہو سکتا۔ میں نے پچھلے سے چاقو دروازے سے نکالا اور اُسی پوزیشن پر آ کھڑی ہوئی کہ خان داور کے گرنے پر اپنا کام کر گذروں۔ قدرتاً ایسا موقع مل گیا اور میں نے چاقو کا پھل اُس کے پہلو میں اُتار دیا۔"

"کیا احمق نے تمہیں ایسا کرتے دیکھ لیا تھا؟" بیلارڈ نے بے چینی سے پوچھا۔

"نہیں۔ لیکن حیرت ظاہر کر رہی تھی کہ چاقو دروازے سے نکل کر اس طرف کیسے چلا آیا۔"

"تم نے جلد بازی سے کام لیا۔"

"صرف وہی احمق نہیں بلکہ تم بھی ہو۔ پہلے ہی کہتی رہی تھی کہ مقامی آدمیوں کی مدد کے بغیر ہی اس کام کو نپٹانے کی کوشش کرو۔ بغیر وہاں تو آگے سنو۔"

بعد کی باتیں بتاتی ہوئی بولی۔ "میں نے چاہا تھا کہ اُسی احمق کی مدد سے لاش کو کہیں دفن کرا کے گاڑی ریلوے اسٹیشن کے سامنے کھڑی کرا دوں گی۔ اسی مقصد کے حصول کے لیے اُسے چائے میں کیپسول دیا لیکن جانتے ہو کیا ہوا؟ ذرا جیسے موڑ کاٹتی کہ اُس نے پیالی بدل دی اور مجھے علم تک نہ ہو سکا پھر جانتے ہو کیا حشر ہوا ہو گا۔ اس کے بعد اُس نے پورے کاٹیج کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا اور صرف وہی لفافہ لے گیا جو خان داور نے وکیل کے یہاں سے حاصل کیا تھا۔"

"اور وہ فوٹوگراف اسی لفافے میں تھا؟"

"ہاں۔"

"اور تم اُسے احمق کہہ رہی تھیں؟" بیلارڈ غصیلے لہجے میں بولا۔ "پہلے بھی تم نے میرے مجبوروں میں کیپسول والی ٹرک آزمائی تھی لیکن کیا کبھی کسی کو احساس تک ہو سکا تھا؟"

"کبھی نہیں۔"

"لیکن اس کی نظروں سے نہ چھپا سکیں۔ سنو۔ وہ مجھے کوئی بے حد خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ کیا ایسا تو نہیں کہ عمران نے ہمارے خلاف یہاں کے محکمہ سراغ رسانی سے مدد حاصل کی ہو؟"

"ناممکن۔" روزا سر ہلا کر بولی۔ "اس طرح خود اُس کی پوزیشن بھی خطرے میں پڑ جاتی۔"

"اگر کسی معاہدے کے تحت ایسا ہوا ہو تو۔ یعنی وہ لوگ جو تم میں اُٹھاتیں اس کے مرنے کے بعد اُٹھائیں۔ اُسے علم تھا کہ وہ ایک ماہ سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکے گا۔ کینسر آخری اسٹیج میں تھا۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ پینٹنگ کا فوٹوگراف اس لفافے میں چھپا رہ گیا ہو۔ محکمہ سراغ رسانی ہی نے رقم اڑائی ہو اور یہ آپ نے کیسا نہیں کہ وہ صورت بھی مشہور ہو کہ اس کی موت ہی کے بعد نمودار ہوئی تھی۔"

"لیکن وہ مقامی نہیں ہے۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ محکمے کی ایجنٹ بھی ہو سکتی ہے۔"

"وہ جہنم میں جائے۔ فی الحال تو اس لاش کے لیے کچھ سوچو۔"

"چلو۔ مجھے..."

کچن سے نکل کر سٹنگ روم کی طرف چل پڑے۔

**

دوسرے دن خان داور کی لاش اسی حال میں پائی گئی کہ گاڑی کا اسٹیرنگ سائیڈ والا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ دروازہ کھول کر گاڑی سے اترنے ہی والا تھا کہ کسی نے بائیں پہلو میں چاقو اتار دیا۔ مقتول جینئر ڈرائیور والی گاڑی ریلوے اسٹیشن کے پارکنگ لاٹ پر اس وقت خاصی سنسنی پھیل گئی تھی جب علی الصباح کسی نے اسی گاڑی کے قریب اپنی گاڑی پارک کرنے کی کوشش کی تھی۔

دس بجے تک پورے سردار گڑھ میں خان داور کے قتل کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھی اور عمران کی کوٹھی میں میریا نے اُس حصے کی طرف دوڑ لگائی تھی جہاں تینوں ریٹائرڈ فوجی رہتے تھے۔

"کیا عمران صاحب واپس آ گئے ہیں؟" اُس نے پہنچتے ہی اُن سے سوال کیا۔

"نہیں۔" سجاد نے جواب دیا۔ اس کے چہرے سے بھی تشویش ظاہر ہو رہی تھی۔

"تم لوگوں نے کسی کو بتایا تو نہیں کہ کل انہیں خان داور اپنے ساتھ لے گیا تھا؟"

"ہم کسے بتاتے مس میریا لیکن آپ کو اس کا خیال کیسے آیا۔ مسٹر عمران قاتل نہیں ہو سکتے۔ خان داور کے بہتیرے دشمن تھے اور ایسے لوگ قتل ہی ہوا کرتے ہیں۔ طبعی موت انہیں شاذ و نادر ہی نصیب ہوتی ہے۔"

"لیکن وہ دُشواری میں ضرور پڑ جائیں گے۔"

سجاد کچھ نہ بولا۔ آخر میریا نے پوچھا۔ "اُس آدمی کا کیا حال ہے جسے پکڑا تھا؟"

"ٹھیک ہے لیکن ہم اُسے کب تک [illegible] رکھیں۔ [illegible] عدالتی کارروائی ہونی چاہیے۔"

"[illegible]" میریا نے طویل سانس لے کر کہا۔ "عام طور پر کسی معاملے میں کچھ جاتی ہی نہیں۔ اُدھر وہ دُور دھوپ چلاتی ہوئی کوئی کچھ ہی نہیں آتی۔ میں نے کبھی یہاں ایسی کوئی تصویر تک نہیں دیکھی۔ دوسری طرف روزا پالگریو کا [illegible] کوئی تجربہ ہے۔"

"ہمیں اس سلسلے میں وکیل سے کوئی مشورہ لینا چاہیے کیونکہ تنخواہیں تو اسی سے مل رہی ہیں۔"

"ہاں یہ مناسب مشورہ ہے۔ میں وکیل ہی سے بات کروں گی۔" دفعتاً کسی نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔ سجاد نے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ عمران سامنے کھڑا احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکا رہا تھا۔

"اوہ۔ آپ!" میریا اُچھل پڑی۔ "آئیے۔ اندر آ جائیے۔" عمران بالکل چوروں کے سے انداز میں آگے بڑھا جیسے وہاں جواب دہی کے لیے زبردستی لایا گیا ہو۔

"آپ کہاں تھے؟" میریا نے پوچھا۔

"اپنے ہوٹل میں۔" عمران نے جواب دیا۔

"کچھ سُنا آپ نے کسی نے خان داور کو قتل کر دیا۔"

"ہاں سُنا تو ہے۔" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

"وہ کل آپ کو کہاں لے گیا تھا؟"

"ارے وہ۔ اچھا ہی ہوا مر گیا۔ اول درجے کا فراڈ تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"تم لوگوں کو یاد ہے نا؟" عمران نے سجاد اور گل میر کو مخاطب کیا۔ "کتنی محبت سے مجھے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔"

"میں نے تو اشارہ بھی کیا تھا کہ اس کے ساتھ نہ جائیے۔" سجاد بولا۔

"اچھا میں نہیں سمجھا تھا۔" عمران نے کہا۔

"آپ کیا کہہ رہے تھے؟"

"لے گیا مردود یہاں سے تو بڑے پیار محبت سے ساتھ لے گیا اور ایک جگہ ویرانے میں گاڑی روک کر بولا "اُترو۔" میں نے کہا یہاں کہاں؟ بولا تمہاری پٹائی کروں گا تم نے سب کے سامنے میری توہین کی تھی۔ میں نے کہا تھا تو پھر یہاں سناٹے میں پیٹنے سے کیا فائدہ؟ انہی لوگوں کے سامنے چل کر پیٹو جن کے سامنے میں نے تمہاری توہین کی تھی۔ نہیں مانا۔ زبردستی گاڑی سے اُتارنے کی کوشش کی اور میں اُس سے ہاتھ چھڑا کر بھاگ کھڑا

ہوا۔ اتنا تیز دوڑ سکتا ہوں کہ بہت کم لوگ ہی مجھے پکڑ سکیں۔"

"لیکن آپ خطرے میں ہیں۔"

"ہم.... میں کیوں خطرے میں ہوں" عمران کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"یہ بات اس کے حلقے میں مشہور ہو گئی ہے کہ کسی نے اُسے دھمکی دی تھی۔"

"ارے باپ رے!" عمران پیٹ پر ہاتھ پھیر کر بولا۔

"لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ اب آپ اپنے ہوٹل نہ جائیے، یہیں ٹھہریے اور رات کو چپ چاپ گھر واپس چلے جائیے۔"

"یہ ناممکن ہے کہ تم دونوں کو پریشانیوں میں چھوڑ کر میں واپس چلا جاؤں۔ اس آدمی کا کیا حال ہے جسے پکڑا تھا۔"

سجاد عمران کو بتلانے لگا کہ اس نے کیا بیان دیا تھا۔ عمران بہت غور سے سنتا رہا پھر بولا "پاگل معلوم ہوتا ہے۔ دودھ چلانے والی گدھی کی تصویر.... واہ بھئی!"

"ہم نے یہاں کبھی کوئی ایسی تصویر نہیں دیکھی۔" میریا نے کہا۔

"اچھا تو چلو اسی کمبخت سے پوچھیں کہ کیا معاملہ ہے بلکہ تم لوگ پولیس کو کیوں نہیں مطلع کر دیتے۔"

"وکیل کا مشورہ نہیں ہے۔"

"تو پھر وکیل ہی نے کوئی چکر چلایا ہوگا۔"

"نہیں عمران صاحب! وہ ایسے نہیں ہو سکتے!" میریا جلدی سے بولی۔

"تو پھر وہ کمبخت کوشش کیا چاہتا ہوگا جسے پکڑا گیا ہے۔ اُس نے کچھ بات نہیں بتائی۔ ہو سکتا ہے وہ دودھ چلاتی ہوئی گدھی کی تصویر.... کیا بات ہوئی!"

"خدا جانے۔ ہم لوگ تو سخت پریشان ہیں" میریا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ کسی پوشیدہ خزانے کا چکر ہے۔ موسیو شیران بے حد پُراسرار آدمی تھے۔" عمران بولا۔

وہ دونوں ہی چونک کر اسے دیکھنے لگے اور وہ احمقانہ انداز میں ہنس کر بولا۔ "بہت اچھی بات...."

"ہم کچھ بھی نہیں جانتے مسٹر عمران، ہو سکتا ہے آپ کا خیال درست ہو۔"

"خزانے کی کئی شکلیں ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ دودھ چلاتی ہوئی گدھی کا مجسمہ ہو۔ ٹھوس سونے کا۔ یہی کوئی چالیس پونڈ وزنی۔ مجھ تو، ہوتا خزانہ۔ کیا قیمت ہوگی چالیس پونڈ سونے کی!"

وہ حیرت سے عمران کو دیکھ رہے تھے۔

"بات سمجھ میں آنے والی ہے۔"

"اب اس سونے کو بچھڑے کے رنگ کا پینٹ کرا دو۔ دیکھنے والے اسے بے وقعت سمجھیں گے۔ صرف کمبخت کو معلوم ہوگا کہ وہ سونے کا ہے اسی لئے تصویر کی بات کر کے وہ ٹٹولنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اگر انہیں پا گیا تو جا کر اطلاع دے دے گا کہ تصویر نہیں ہے بلکہ الٹا سا مجسمہ ہے۔ اسی طرح کمبخت کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ مجسمہ کہاں رکھا گیا ہے پھر وہ کوئی دوسری کارروائی کرے گا اور مجسمے کو چپ چاپ پار کرلے جائے گا۔"

"کمال ہے عمران صاحب! آپ نے تو منایا ہی کر دیا!" سجاد نے حیرت سے کہا۔

"اچھا اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر موسیو شیران نے پولیس سے مدد لینا کیوں نہیں پسند کیا تھا؟"

"آپ بہت سمجھداری کی باتیں کر رہے ہیں مسٹر عمران!" گی میر نے سنجیدگی سے کہا۔

"سب بھلا شرلاک ہومز کے ناولوں کا کرشمہ ہے!"

"شرلاک ہومز!" میریا نے تصحیح کی۔

"ہاں ہاں، بھول جاتا ہوں۔"

"تو پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟" سجاد نے پوچھا۔

"چونکہ ان کا ایک آدمی پکڑا گیا ہے اس لیے آج رات کو بڑا اور فیصلہ کن حملہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ ہم اس سے پہلے ہی اس کوٹھی پر بلڈوزر چلوا دیں۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔" میریا نے حیرت سے کہا۔

"پھر اور کیا بات ہونی چاہئے۔ موسیو شیران دوسری دنیا کو سدھار گئے جو اس خزانے کے مالک تھے۔ لہٰذا اب وہ خزانہ کسی کو بھی نہ ملنا چاہئے۔"

"مادام شیران اس کی مالک ہیں۔"

"ہوا کریں۔ جھگڑے کی چیز ہے اسے تباہ ہی ہو جانا چاہئے۔"

"ایک منٹ!" سجاد نے ہاتھ اٹھا کر کہا، "آپ کہہ رہے تھے کہ آج فیصلہ کن حملہ ہوگا۔"

"ہاں! اور تم لوگ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو کسی محفوظ جگہ پر رہنا۔"

"محفوظ جگہ سے کیا مراد ہے؟"

"یہی کہ مکان کے نچلے کمروں میں رہے تو ان کا کام آسان ہو جائے گا۔"

"میں سمجھا نہیں!"

"ہو سکتا ہے کہ آج وہ گیس استعمال کریں یعنی تمہیں اس قابل ہی نہ رہنے دیں کہ تم مزاحمت کر سکو کیونکہ کمبخت کو اس آدمی کی فکر بھی تو ہوگی جسے تم لوگوں نے پکڑ کر بند کر رکھا ہے۔"

"آپ کی باتوں میں وزن ہے عمران صاحب! لیکن گیس سے بچاؤ کے لیے کیا کریں؟"

"شرلاک ہومز زندہ ہوتا تو گیس ماسک اور آکسیجن کی تھیلیاں مہیا کرنے کا مشورہ دیتا۔"

سجاد نے میریا کی طرف دیکھا اور وہ سر ہلا کر رہ گئی۔ عمران کی طرف اس کا دل کھنچتا تھا۔ خواہش ہوتی تھی کہ وہ کچھ دیر اور ٹھہرے لیکن اس نے محسوس کیا تھا کہ مسز شیران اسے پسند نہیں کرتیں۔ ویسے وہ بھی عمران کے بارے میں اس سے پوچھتی رہا کرتی تھی۔

"تو اب آپ کہاں جائیں گے؟" میریا نے سوال کیا۔

"جیسا تم لوگ کہو۔ پولیس والوں کے چکر میں پڑ گیا تو پچھتانا ہوگا۔"

"یہاں کوئی پوچھنے آئے گا تو کہہ دیں گے کہ آپ یہاں موجود ہی نہیں ہیں۔"

"ہاں یہی بہتر رہے گا اور رات کو دارالحکومت کھسک جاؤں گا۔"

"آج رات نہیں مسٹر عمران!" سجاد بولا۔

"کیوں؟" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

"آپ ہی تو کہہ رہے تھے کہ آج رات کو وہ فیصلہ کن حملہ کریں گے۔"

"تت.... تو.... تم.... مجھے کیوں لٹکا رہے ہو؟" عمران خوفزدہ انداز میں ہکلایا۔

"اگر اس رات آپ یہاں نہ ہوتے تو وہ نہ پکڑا جا سکتا جس نے کیلاش کی نشاندہی کی ہے۔"

"ارے وہ تو بوکھلاہٹ میں، میں نے اُسے پکڑ لیا تھا!"

"کچھ بھی ہو ہم یہی درخواست کریں گے کہ آپ ٹھہریں۔"

"مان جائیے!" میریا عمران کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

"مروا دیا!" عمران کراہ کر رہ گیا۔ پھر کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔

"ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔ جب ایسے حالات تھے تو موسیو شیران نے رکھوالی کے لیے کتے بھی کیوں نہیں رکھے تھے؟"

"انہیں کتوں سے نفرت تھی۔" میریا بولی۔ "پہلا وہ شخص میری نظر سے گزرا ہے جو کتوں کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے بھی انہیں مشورہ دیا تھا لیکن انہوں نے کہا کہ کتوں کے قرب سے موت بہتر ہے۔"

"کبھی کسی کتے نے دکھ پہنچایا ہوگا۔ میرے چچا کے ایک دوست بھی کتوں سے نفرت کرتے تھے۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "ایک بار ایک کتے نے ان کی محبوبہ کی ٹانگ پکڑ لی تھی۔"

"بہرحال آپ رات یہیں گزاریں گے۔" سجاد نے کہا۔ "لیکن ہم گیس ماسک اور آکسیجن کی تھیلیاں کہاں سے فراہم کریں گے؟"

"میں فراہم کر سکتا ہوں لیکن مجھے اس کے لیے ایک صاحب کی محبوبہ کے کتوں کا سامنا کرنا پڑے گا!"

"ہم نہیں جانتے۔ آپ نے توجہ دلائی ہے تو آپ ہی فراہم بھی کیجئے۔" سجاد سر ہلا کر بولا۔

"طارق کا کیا حال ہے؟"

"بخار اب بھی ہے لیکن ہم اسے نیند کی گولیاں دے رہے ہیں تاکہ مسلسل آرام کرتا رہے۔"

"رات ہونے سے قبل ہی اُسے کسی ہسپتال میں منتقل کر دو!"

"ہم بھی یہی سوچ رہے تھے!"

"سوچو مت.... کر گزرو.... فوری طور پر۔"

"بہت بہتر!"

"اور آپ گیس ماسک کے انتظام کے لیے باہر جائیں گے؟" میریا نے پوچھا۔

"جانا ہی پڑے گا!"

"اب یہ مناسب نہ ہوگا۔ اتنی دیر میں پولیس نے خاصی پوچھ گچھ کرلی ہوگی اور آپ کا نام اس کے کانوں تک پہنچ چکا ہوگا!"

"یہ بات تو ہے۔" عمران نے پُرتشویش لہجے میں کہا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر میریا سے پوچھا۔ "یہاں کتنے فون ہیں؟"

"تین عدد!"

"ایک ہی لائن پر....؟"

"نہیں الگ الگ لائنیں ہیں۔"

"میں اپنے والد صاحب کو ٹرنک کال کرنا چاہتا ہوں۔"

"ایک انسٹرومنٹ ڈائریکٹ ڈائلنگ والا بھی ہے۔"

"واہ! کام بن گیا۔"

"کیا آپ سمجھتے ہیں دارالحکومت سے؟" گی میر نے مسکرا کر پوچھا۔

"نہیں والد صاحب سے پوچھوں گا کہ اگر میں مر جاؤں تو انہیں زیادہ صدمہ تو نہیں پہنچے گا!" عمران نے بے حد سنجیدگی سے کہا۔

"ارے تو کیا واقعی ایسے ہی خطرناک حالات ہیں؟" میریا نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہوا کریں۔" عمران نے لاپروائی کے اظہار میں شانوں کو جنبش دی۔ پھر میریا اسے اس کمرے میں لے گئی تھی جہاں ڈائریکٹ ڈائلنگ والا فون تھا۔

"غالباً اب میری موجودگی ضروری نہیں ہے۔" میریا نے کہا اور اسے کمرے میں چھوڑ کر باہر آ گئی۔ دروازے سے نکل کر دو ہی قدم چلی تھی کہ جیسا سامنے کھڑی نظر آئی اور میریا نے محسوس کیا کہ جیسے وہ اسے اچھی نظروں سے نہ دیکھ رہی ہو۔

"ہم.... مسٹر اپنے والد کو فون کرنا چاہتے تھے۔"

"میرا خیال ہے کہ تم اس میں کچھ زیادہ ہی دلچسپی لے رہی ہو۔"

"موسیو شیران اُن کا خاص خیال رکھتے تھے۔"

"کیا اس سلسلے میں جوزف نے کوئی وصیت کی تھی؟" جولیا نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"نن... نہیں مادام...!"

"جاؤ۔" وہ ہاتھ ہلا کر بولی اور سیکرٹری تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ جولیا کا بقیہ اُس کے پیچھے نہ پڑ سکا۔

جولیا جب واپس کمرے میں داخل ہوئی، عمران فون کا ریسیور کان سے لگائے کھڑا تھا۔ جولیا کو دیکھ کر شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "بیوہ کیسی گذر رہی ہے؟" پھر چونک کر فون کی طرف متوجہ ہو گیا اور اچھل کر بولا۔ "تو تم ہی ڈیڈ ہو گئیں!" اور ریسیور کریڈل پر رکھ کر آہستہ سے بولا۔ "دروازہ بولٹ کر دو۔" جولیا نے خاموشی سے اس پر عمل کیا تھا اور اس طرح بیٹھ گئی تھی جیسے جلد ہی حملہ کر بیٹھے گی۔

"عجیب بات!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ جس طرح تم بیوہ ہوئی ہو اسی طرح میں بھی دھکے کھاتا پھر رہا ہوں۔"

"میں یقین نہیں کر سکتی۔" جولیا جھنجھلا کر بولی۔

"اپنی آواز اونچی نہ ہونے دو۔ یہ لوگ مجھے ابھی تک شیراز لنگڑا ہی سمجھتے ہیں۔"

جولیا تھوڑی دیر تک اسے گھورتی رہی پھر پوچھا۔ "کیا خط سے تم نے کیا معلوم کیا؟"

"وہ غائب ہو گیا ہے۔ فادر ایک آدمی کے پکڑے جانے کی وجہ سے اس کا کہیں سراغ نہیں مل رہا۔ یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ اس پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہاں پہلے سے شیراز کی ایک بیوی موجود تھی؟"

"نہیں کچھ علم ہوا۔ میرا خیال ہے کہ اس نے ابھی تک اس کی تشہیر نہیں کی۔" عمران نے خوشبو والے لفافے سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جولیا نے تذکرہ کیا کہ وہ سوئٹ کے کہانی دہرائی اور عمران سر ہلا کر بولا۔ "کہانی سچی ہے۔ وہ تو پہلے ہی سے اس کے ڈرائنگ روم سے بھاگ دی تھی۔"

"تو تمہیں شیراز کی اس بیوی کا علم تھا؟"

"شیراز نے مجھے اس کے بارے میں بتایا تھا اور میں نے پہلے ہی سے اس کا انتظام کر لیا تھا کہ اس کے حالات سے باخبر رہ سکوں لیکن اس کے باوجود بھی بہتیرے سوالات ابھی تک میرے علم میں نہیں آسکے۔"

"کون سے سوالات؟"

"اہم ترین معاملہ یہ ہے کہ وہ بھی محض آلۂ کار ہے۔ اس کے پیچھے کون کام کر رہا ہے؟ ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا۔"

"اصل چکر کیا ہے؟"

"دودھ چلنے والی گدھی کی تلاش! لیکن تم فولاد ہی ہو گئیں۔"

جولیا نے بے حد زور دار قہقہہ لگانا چاہا تھا لیکن عمران اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ بہت زیادہ طیش میں آگئی تھی لیکن پھر آہستہ آہستہ ٹھنڈی پڑتی گئی۔ اس کے ذہن میں ڈھیروں سوالات تھے جن کے جواب چاہتی تھی۔ عمران سے بالآخر بیٹھی تو بولا "پھنسا کر کچھ معلوم کر لینے کا وقت بھی بند ہو جاتا۔" عمران بھی شاید اس کے ذہن کو پڑھتا رہا تھا۔ دفعتاً ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اصل معاملات کا علم ایکس ٹو کے علاوہ کسی کو بھی نہیں۔ حالانکہ مجھے شیراز سے ملنے کا حکم اسی نے دیا تھا اور میں شیراز سے قریب بھی ہو گیا تھا لیکن کسی قدم کے بارے میں مجھے بھی نہیں معلوم تھا۔"

"مجھے اس آدمی کی بھی پرواہ نہیں، یقین ہے کہ ان لوگوں سے بند رکھا ہے۔ محض آگے دے بڑھنے کے لیے اس نے دولت کا ٹھکانہ لگا دیا ہو گی۔"

"پہلے میں بھی یہی سمجھا تھا..." عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا "لیکن اب اس کی تصدیق ہو گئی ہے۔ یہ دیکھو!" اس نے دودھ چلانے والی گدھی کی پینٹنگ کا فوٹوگراف اس کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ تک... کیا ہے؟" جولیا اس پر نظر پڑتے ہی ہکلائی۔

"اصل کا فوٹوگراف جو مجھے ملنا تھا اگر بیوی کی گولی سے مطلب اور یہ ویسے ہی لفافے میں رکھا ہوا تھا جیسا شیراز کے وکیل نے وصیت نامے کے ملفوف کی حیثیت سے پیش کیا تھا۔ اس پر ویسی ہی ویکس کی مہریں بھی لگی ہوئی تھیں جن پر شیراز کی انگشتری کے نشانات تھے۔"

"اس کا مطلب؟" جولیا اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"صاف ظاہر ہے کہ اصل لفافہ یہی تھا جسے وکیل کی تجوری سے غائب کر دیا گیا اور اس کی جگہ وہ لفافہ رکھ دیا گیا جس سے سادہ اوراق برآمد ہوئے تھے اور یہ بھی ممکن ہو کہ یہ لفافہ جانے پیچھے تھا۔ ایکس ٹو کا یہی خیال ہے۔ میں اسے برابر بیان کے حوالے سے آگاہ کرتا رہا ہوں۔"

"تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اس گدھی کا کوئی تعلق ایکس ٹو سے تھا؟"

"ایکس ٹو کی آواز سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے جیسے کوئی گدھا آدمی کی طرح بولنے لگا ہو۔ اس لیے اس کا تعلق گدھوں ہی سے ہو سکتا ہے۔"

عمران شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا اور جولیا کو پھر غصہ آگیا لیکن پھر ضبط کر گئی۔

"بس فضول باتیں ختم... چلو مجھے دوسرے فون تک لے چلو۔ آج بات ختم ہو سکتی ہے۔ معاملہ سیریس ہو گیا ہے۔ خان داور ختم کر دیا گیا۔ کیونکہ شاید پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔ ان لوگوں کا اطمینان ختم ہو گیا ہے۔ اب جو کچھ

کر کوئی نئی حرکت کر بیٹھیں گے۔"

"تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"حالات پر منحصر ہے۔ کسی طرح کے انتظامات کروں گا۔ بہر حال آج کی رات فیصلہ کن بھی ہو سکتی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے پتے پھاڑ جلا دیئے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"اپنے دونوں مددگاروں سے پیچھا چھڑا چکے ہیں۔ ایک ان کے ہاتھوں مارا گیا اور دوسرا خائف ہو کر روپوش ہو گیا۔ اب شاید وہ خود ہی اس معاملے کو دیکھیں گے۔ چلو... مجھے دوسرے فون تک لے چلو۔"

جولیا دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

★★

بیلارڈ نے فوراً ہی روزا کی کال ریسیو کی تھی، گویا وہ اس کال کا منتظر ہی تھا۔ "اب کیا ارادہ ہے؟" روزا نے پہلا سوال کیا۔

"تم نے مجھے دشواری میں ڈال دیا ہے۔" دوسری طرف سے بیلارڈ کی آواز آئی۔ "لیکن اس کھیل کو ختم ہی ہو جانا چاہیے۔ مجھے شبہ ہے کہ تمہاری ایک غلطی کی بنا پر بات بہت آگے بڑھ گئی ہے۔"

"کس غلطی کی بنا پر؟" روزا نے کسی قدر جھنجھلا کر پوچھا۔

"فون پر نہیں بتاؤں گا۔" بیلارڈ کی آواز آئی۔ "تم ایسا کرو کہ ٹھیک آدھے گھنٹے کے بعد گیراج سے گاڑی نکالو اور سیموا پارک کی طرف روانہ ہو جاؤ۔"

"اس وقت وہاں کیا ہو گا۔ رات کے دس بج رہے ہیں!"

"تفریح کے لیے نہیں بلا رہا۔ بس تم روانہ ہو جاؤ۔ آدھے گھنٹے بعد اور ہاں ایسے لباس اور جوتوں کا انتخاب کرنا جو بھاگ دوڑ میں مزاحم نہ ہو سکیں۔" بیلارڈ کی آواز آئی اور ساتھ ہی رابطہ بھی منقطع ہو گیا۔ روزا نے جھنجھلا کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور روانگی کے لیے تیاریوں میں مصروف ہو گئی۔ پھر ٹھیک آدھے گھنٹے بعد گیراج سے گاڑی نکالی اور سیموا پارک کی طرف روانہ ہو گئی۔ سیموا پارک میں سرد رات کا سناٹا چھایا ہوا تھا جس کے پھاٹک سات بجے شام کو بند کر دیئے جاتے تھے۔ اس کے بعد داخلے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا پھر بھی روزا نے بیلارڈ کی ہدایت کے مطابق گاڑی نکالی اور ٹھیک ساڑھے دس بجے سیموا پارک کی طرف روانہ ہو گئی اور تھوڑی ہی دیر بعد اس نے محسوس کیا کہ ایک گاڑی اس کے تعاقب میں ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس عقب نما آئینے میں نہیں دکھائی دیتی تھیں۔ اس نے بائیں ہاتھ سے جیکٹ کی جیب ٹٹولتے ہوئے اطمینان کر لیا تھا کہ ریوالور موجود ہے اور پھر گاڑی کی رفتار بڑھا دی۔ تعاقب جاری رہا۔ سیموا پارک کے قریب والے اسنیک بار کے سامنے اس نے اپنی گاڑی روک دی اور مڑ کر دیکھا۔ تعاقب کرنے والی گاڑی بھی اس کے برابر ہی آ لگی اور اس میں بیلارڈ بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔ روزا نے طویل سانس لی۔ دونوں گاڑیوں سے اترے اور اسنیک بار میں داخل ہو گئے۔ صرف دو تین میزیں آباد تھیں۔ وہ دروازے کے قریب ہی والی ایک میز کے گرد بیٹھ گئے اور روزا نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "اس طرح بلانے کا مقصد سمجھ میں نہیں آیا۔"

"صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تمہاری نگرانی تو نہیں کی جا رہی۔" بیلارڈ نے جواب دیا اور وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔ "کیا ایکس ایٹین نے پولیس کو مطلع کر دیا ہے؟"

"نہیں! لیکن تمہاری غلطیاں!"

"تم بار بار غلطیوں کا حوالہ دے رہے ہو۔ کیسی غلطیاں؟"

"پہلی غلطی تو یہ کہ تم گرینٹ کے ہیجڑے کو ابھی تک نہیں بھولیں جس کی وہ تحریر بھیجی تھی جو اصل ریکس جو اس کے پاس تھی۔ دوسری غلطی یہ کہ خان داور سے اس پینٹنگ کے بارے میں تفصیلی بات کر ڈالی۔"

"میں نے اسے غلط بات بتائی تھی۔ اس سے کہا تھا کہ وہ میری بنائی ہوئی پینٹنگ کا فوٹوگراف تھا جس میں اس فوٹوگراف کو دیکھ کر کسی قدر نروس ہو گئی تھی۔"

"اتنی نروس کہ پینٹنگ کا وہ نام بھی تمہاری زبان سے نکل گیا جسے سُن کر ساری دنیا کے ممالک کے سیکرٹ ایجنٹ چونک پڑتے ہیں یعنی

ایک کمزور لاغر سا نوجوان - چار
آدمیوں پر بھاری تھا۔ میں بہت
دیر تک اس کے لڑنے کی تکنیک سمجھتا
رہا - بعد میں اس سے ملاقات ہوئی
تو اس نے بتایا کہ وہ جوڈو کراٹے کا
ماہر ہے - اس روز سے جوڈو کراٹے
سیکھنے کا شوق جاگا۔ کتاب والا
کی کتاب آسان کراٹے اور فن جوڈو
کی مدد سے میں مشق سیکھ رہا ہوں
اور کامیاب ہوں (صفی حیدر)

بادل نے سرف اور ہاں یہ بھی سوچو کہ وہ الیکٹرک بگ جو میں نے تمہارے سٹنگ روم کی میز کے نیچے سے نکالا تھا معمولی نوعیت کا نہیں تھا۔ اس پر یہاں کے محکمہ سراغرسانی کے نشانات تھے۔"

"تو کیا خان داور.....!"

"نہیں خان داور کا پولیس سے کوئی تعلق نہیں تھا لیکن وہ احمق جس کی میں نے آج تک شکل نہیں دیکھی میرے اعصاب پر سوار ہو گیا ہے۔"

"اس کے بارے میں تو سوچا بھی نہیں جا سکتا۔"

"تمہارے بارے میں کون سوچ سکتا ہے کہ تمہارا تعلق فرانسیسی سیکرٹ سروس سے ہو گا۔"

"آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ یہ معاملہ ہماری ہی ذات تک محدود نہیں رہا۔ یہاں کے محکمہ سراغرسانی نے بھی اس کی بو پا لی ہے۔"

"اس کے باوجود بھی تم ایسا کہہ رہے ہو جبکہ ہمارا تعاقب بھی کسی نے نہیں کیا!"

"یہ حقیقت ہے پھر بھی مجھے ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے۔"

"تم وہموں کا شکار ہو گئے ہو۔ ذہن کو صاف رکھ کر کام کرو۔"

"اگر وہ الیکٹرک بگ....."

"بس ختم کرو!" روزانا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "تم نے آج کوئی فیصلہ کن قدم اٹھانے کی بات کی تھی۔"

"میں الجھن میں ہوں، شدید الجھن میں ہوں، شیراز مقامی پولیس کو ان حالات سے آگاہ نہیں کر سکتا تھا لیکن ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اب اس کوٹھی میں مقیم ہیں۔ پچھلی رات تین آدمی کوٹھی میں گھسے تھے، ان میں سے ایک پکڑا گیا لیکن اسے پولیس کے حوالے نہیں کیا گیا، آخر کیوں؟ پھر تمہارے بیان کے مطابق لیسی ماتیف کا کوئی وجود نہیں تھا یہ کہاں سے آ ٹپکی اور شیراز ہی کے توسط سے آئی ہے۔ اگر کسی لیسی ماتیف کا وجود ہوتا تو وہ تم سے ہرگز شادی نہ کرتا۔"

"میں نہیں جانتی اس کی اس خیالی بیماری کے بارے میں بتا چکی ہوں اور یہ بھی بتا چکی ہوں کہ اسی لیے تو کوٹھی میں نہیں رکھ سکا تھا کہ لوگوں سے خیالی لیسی ماتیف کی باتیں کرتا رہا تھا۔"

"اب خود سوچو کہ اس جیتی جاگتی لیسی ماتیف کا وجود کیا مطلب رکھتا ہے۔ یہی نا کہ شیراز تمہاری حقیقت سے آگاہ ہو چکا تھا۔ اس کے تعاون کے بغیر کوئی لیسی ماتیف وہاں قدم بھی نہ رکھ سکتی۔"

"قرینہ کا تقاضا شیراز کی تحریر نہیں چیلنج کر سکا۔"

"اس سے کسی تیسری پارٹی کا وجود ثابت ہوتا ہے جو معاملے سے پوری طرح آگاہی رکھتی ہے۔"

"اب تم مجھے بھی الجھن میں ڈال رہے ہو!"

"میں ڈال رہا ہوں۔" اس نے حیرت سے کہا۔ "ارے مجھے تو اس پر حیرت ہے کہ خود تمہارا دھیان اس طرف کیوں نہیں گیا۔"

"میں اسے صرف شیراز کی پرائیویٹ سیکرٹری کی سازش سمجھتی ہوں جو شیراز کے مال اور جائداد پر قبضہ کرنا چاہتی ہے، اسی لیے اس نے شیراز کے تعاون سے بھی ان معاملات سے پولیس کو آگاہ نہیں کیا۔"

بیلارڈ کچھ نہ بولا۔ روزانا کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار صاف پڑھے جا سکتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ "بنیادی غلطی یہی ہوئی کہ ہم نے اس معاملے میں مقامی آدمیوں کی مدد حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اور یہ تمہاری تجویز تھی۔"

"چلو میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں لیکن شیراز کا معاملہ تمہاری وجہ سے پیچیدہ ہوا۔ تم نے آتے ہی اسے چکر میں پھانس کر شادی کی اور اسے کوٹھی کا مالک کیے بغیر ہی رکھ لیا اور پھر بتایا کہ اس لفافے میں بلو پرنٹ کی بجائے وہ فوٹوگراف کس کا تھا؟ اگر تم اس لفافے کو کھول کر کوٹھی سے غائب نہ کراتیں تو وہ کس کے ہاتھ لگتا؟ کس کے لیے تھا وہ فوٹوگراف؟"

"تبھی اس پر روشنی ڈالو۔ بیلارڈ یہی کام نہیں کر رہا۔" روزانا بیزاری سے بولی۔

"لوگ وہاں شیراز کی وصیت سننے کے لیے روکے گئے تھے۔ اگر لفافے سے وصیت نامے کی بجائے وہ فوٹوگراف برآمد ہوتا اور خیالات کا رخ بدلتے پھر کیا ہوتا؟ ظاہر ہے کہ یہاں کی سیکرٹ سروس اس کی طرف متوجہ ہو جاتی۔ شیراز کے بارے میں چھان بین ہوتی اور یہ راز فاش ہو جاتا کہ وہ فرانسیسی نہیں بلکہ جرمن تھا اور..... پھر کیا ہوتا.....؟ بتاؤ؟"

"بس!" روزانا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "ذہن کو مزید الجھانے میں الجھنے کی ضرورت نہیں۔ اب صرف یہ سوچو کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ جب وہ فوٹوگراف سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ پینٹنگ شیراز ہی کے قبضے میں تھی اور اب بھی اسی عمارت میں کہیں موجود ہے، اوہ خدا کی پناہ۔" وہ خاموش ہو کر عجیب انداز میں بیلارڈ کو دیکھنے لگی۔

"کیا بات ہے؟"

"ہم زیادہ تر کسی تہہ خانے کے امکانات پر غور کرتے رہے ہیں لیکن.....!"

"پوری بات کرو....." بیلارڈ جھنجھلا کر بولا۔

"اور سامنے کی چیزوں کو نظرانداز کر دیا۔"

"تم جانو!" بیلارڈ نے لاپرواہی سے کہا۔ "میں نے تو کبھی اس کوٹھی میں قدم بھی نہیں رکھا۔"

"وہاں تمہیں دیواروں پر پینٹنگز نہیں ملیں گی، ان کی بجائے

کمروں کی دیواروں پر سجے ہوئے آرٹ کے نمونے آویزاں ہیں، اور کچھ اتنے بڑے بھی ہیں جن کے درمیان بادل نے سرف والی پینٹنگ بہ آسانی چھپائی جا سکتی ہے۔"

"یہ سب بتا رہی ہو۔" بیلارڈ جھنجھلا کر بولا۔ "تم اس مہم کی انچارج نہیں ہو ورنہ....."

"میں کہتی ہوں اس پر خاک ڈالو۔ میں نے بہت احتیاط سے قدم اٹھائے تھے، اس حد تک گئی کہ اس بھولے سے شادی تک کر ڈالی اس امید پر کہ اس کوٹھی میں مستقل قیام کی صورت پیدا ہو جائے اور میں خاموشی سے وہ پینٹنگ حاصل کر لوں۔ یہ احتیاط اس لیے تھی کہ کہیں یہاں کا محکمہ سراغرسانی حرکت میں نہ آ جائے۔"

"اور اسی احتیاط نے شیراز کو ہوشیار کر دیا۔"

"پھر وہی بکواس!" وہ ایک دم بھڑک اٹھی اور بیلارڈ نے ویٹر کو اشارے سے بل لانے کو کہا۔ پھر اس کے چلے جانے پر روزانا سے بولا۔ "کچھ بھی ہو میں نے اس دوران میں کام کیا ہے اور آج اسی کے بل بوتے پر کوٹھی میں گھسوں گا اور تم بھی میرے ساتھ ہو گی۔ یہاں سے نکل کر اپنی گاڑی کا رخ کرنے کی بجائے میری گاڑی میں بیٹھ جانا۔"

"کس طرح گھسو گے؟"

"بس دیکھنا....." وہ کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "عمارت کے اندر پایا جانے والا کوئی فرد اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکے گا۔"

"کیسے؟" روزانا نے سوال کیا۔

"ہاں! آخری حربہ!"

"لیکن عمارت کی نگرانی وہ اندر بیٹھ کر تو کرتے نہ ہوں گے۔"

"سب سے بڑی دشواری یہی ہے کہ وہ عمارت کے اندر ہی سے نگرانی کرتے ہیں اسی لیے داخلہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ اگر باہر رہ کر نگرانی کرتے ہوتے تو کبھی کا وہاں پہنچ گئے ہوتے۔"

"لیکن ان راستوں پر تو نظر رکھتے ہی ہوں گے جن سے گزر کر کوئی عمارت تک پہنچ سکتا ہو۔"

"جدھر سے میں کام کی ابتدا کروں گا ادھر سے عمارت کے اندر پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔"

پھر ویٹر بل لے آیا تھا اور وہ خاموشی سے چائے پیتے رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد باہر نکلے اور گاڑی میں بیٹھ گئے۔ روزانا نے اپنی گاڑی وہیں چھوڑ دی تھی۔ بیلارڈ خود ہی اپنی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ روزانا نے کچھ دیر بعد محسوس کیا کہ وہ اس راستے پر نہیں جا رہا ہے جو کوٹھی کی طرف جاتا ہے۔ اس کے استفسار پر بیلارڈ نے بتایا کہ وہ اس طرح کوٹھی کے عقب میں پہنچیں گے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکے گی۔ تقریباً ایک گھنٹے تک یہ سفر جاری رہا تھا۔ پھر ایک جگہ ویرانے میں بیلارڈ نے گاڑی روک دی اور خود اتر کر ڈگی کو کھولا اور اس میں سے دو سلنڈر نکال کر پھر اگلی سیٹ کی طرف واپس آ گیا۔

"یہ گیس ماسک اور گیس سلنڈر ہے۔ اسی جگہ تیاری کر لو۔" اُس نے روزانا سے کہا۔

"یہاں سے پیدل چلنا ہو گا۔ زیادہ دور نہیں ہے۔ یہ بائیں جانب والی چٹان دیکھو، اس کی دوسری طرف کوٹھی کی عقبی دیوار ہے۔ جس سوراخ سے یہ گیس اندر پہنچائی جائے گی اس میں میں نے کل رات ہی ڈرل کی ایک نلکی گزار دی تھی۔"

"عجیب طرح کی بات کر رہے ہو؟" روزانا نے حیرت سے کہا۔ "تم نے کوٹھی اندر سے دیکھی بھی نہیں تم کیا جانو کہ ڈرل کی نلکی کہاں پہنچی ہو گی اور اس جگہ سے گیس پہنچنے پر پوری کوٹھی کی اندرونی فضا متاثر ہو سکے گی یا نہیں؟"

"میکسویل فارمولا والی ہے۔ اگر قفل کے سوراخ سے بھی معمولی سا جز کسی طرح کمرے میں داخل ہو جائے تو سانس لینے والے بے حس و حرکت ہو جائیں گے۔ صرف تین منٹ میں کوٹھی کے سارے حصوں میں پھیل جائے گی۔"

"یہاں میکسویل فارمولا کہاں سے دستیاب ہو گیا؟"

"پہلے کے دو چھوٹے سلنڈر میرے پاس پڑے ہوئے تھے۔"

"میں نے سنا ہے کہ میکسویل کا ایک سلنڈر ایک ہزار مربع میٹر کے رقبے کے لیے کافی ہوتا ہے۔" روزانا نے کہا۔

"باتوں میں وقت کیوں ضائع کر رہی ہو، چلو آگے بڑھو۔"

"میرے جانے کی کیا ضرورت ہے، تم خود جا کر سلنڈر نلکی سے لگا دو۔ ظاہر ہے کہ ادھر سے تو داخلہ ہو گا نہیں، سامنے ہی سے جانا پڑے گا۔"

غلیل چی

بلند شہر کے ایک مجذوب شاعر پیر الفت علی نامی ایک غلیلی ہوا کرتے تھے۔ لال قلعے کے بہت سے شہزادے ان کے شاگرد تھے۔ میر الفت علی جب بھی دلی آتے قلعے کی بیگمات انہیں غلیل کے کمالات دکھانے کے لیے ضرور بلاتیں۔ میر صاحب ایک غلّہ آسمان کی طرف پھینکتے اور اس کے واپس گرنے سے پہلے دوسرا غلّہ مار کر اسے توڑ دیتے۔ اسی طرح وہ پے در پے غلّے مار کر توڑتے چلے جاتے۔ ان کا ایک خاص کمال اڑتے ہوئے قمقمے کو غلّہ مار کر توڑنا تھا۔ وہ اس مقصد کے لیے خاص قسم کے غلّے استعمال کرتے تھے۔

"ٹھیک کہتی ہو۔ اچھا تم یہیں ٹھہرو۔" اس نے دونوں جج مل بیٹ پہلے تھ ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف مڑا ہی تھا کہ جھٹکے کے ساتھ گاڑی سے چمٹ گیا۔ روزا گاڑی کے اندر ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے چونک کر پوچھا: "کیا ہوا؟" لیکن جواب دینے کی بجائے بیلارڈ گاڑی سے ٹکرا کر بائیں جانب ڈھیر ہو گیا۔ روزا نے دروازہ کھول کر باہر نکلنا چاہا لیکن دوسری طرف کی کھڑکی سے کسی نے اس کی گردن پکڑ لی اور آہستہ سے بولا: "اپنے ہاتھ اوپر ہی رکھو۔" وہ جیکٹ کے جیب سے اپنا پستول بھی نہ نکال سکی اور اس کے دونوں ہاتھ پشت پر لے جا کر باندھ دیئے گئے۔

"میلارڈ!" وہ زور سے چیخی لیکن جواب نہ ملا۔ پھر کسی نے اسے گاڑی سے باہر کھینچ لیا۔ وہ آدمی اس کے قریب ہی کھڑے تھے لیکن تاریکی کی وجہ سے وہ ان کی شکلیں نہ دیکھ سکی۔ دفعتاً گاڑی کی دوسری طرف سے آواز آئی: "پتا نہیں کیا ہو گیا ہے میرے دائیں ہاتھ کو جس پر بھی پڑتا ہے وہ بے ہوش ہی ہو جاتا ہے۔" روزا سناٹے میں آ گئی کیونکہ اس نے صاف عمران کی آواز سنی لی تھی۔ اور پھر وہ دوسری طرف سے اس کے سامنے بھی آ گیا۔

"کیا خیال ہے، تمہارا ساتھی مجھ سے بھی زیادہ احمق ہے یا نہیں۔ دیوار کے ایک سوراخ میں ربڑ کی نلکی ڈال کر اس کو پتھر والے چھپا بھی دیتا تو ہمیں کیونکر خدشہ ہو سکتا کہ کبھی آج گیس نہ استعمال کی جائے اور مجھے دراصل بیکسویل فارمنے والی گیس کی تلاش تھی۔ تم لوگوں کا بہت بہت شکریہ!"

"تم آخر ہو کون؟" روزا ہانپتی ہوئی بولی۔

"کوشش کیا چلو وہیں بتاؤں گا اور پینٹنگ بھی دکھاؤں گا تمہیں" روزا کو پھر گاڑی میں دھکیل دیا گیا اور عمران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کوٹھی میں داخل ہوئے۔ روزا کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔

"کیا تم نے اُسے مار ڈالا؟" اس نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں! میں صرف انہیں مارتا ہوں جن سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہوتا ہے۔"

"تم آخر ہو کون؟"

"علی عمران، ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن)..... اور یہ بھی سن لو میں اس پینٹنگ کی اہمیت سے واقف ہوں، یہ بھی جانتا ہوں کہ شیمران فرانسیسی نہیں جرمن تھا۔"

"تو پھر اب تم کیا کرو گے؟"

"وہی جو مجھے کرنا چاہیے۔ اگر تم نے میری آنکھوں کے سامنے ہی ایک قتل نہ کیا ہوتا تو میں تمہیں نکل جانے دیتا۔ کبھی نہ کبھی اور کہیں نہ کہیں تم بھی میرے کام آ تیں۔ لیکن اب میں مجبور ہوں۔ تمہیں قانون کے حوالے کرنا پڑے گا۔"

اتنے میں سجاد اور گلبہار بھی بے ہوش بیلارڈ کو اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے اور اُسے فرش پر ڈال دیا اور عمران نے ہدایت بے ہوشی ہی میں اس کے پیر بندھوا لیے۔ روزا خاموشی سے سب کچھ دیکھتی رہی...... "اب چلو! ہاؤل نے سوف کے درشن بھی کر لو" عمران نے کہا۔

"لیکن تم نے مجھ پر قتل کا جو الزام لگایا ہے، درست نہیں ہے۔" روزا نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"اُسے عدالت پر چھوڑ دو۔" عمران نے کہا اور اُسے دھکیلتا ہوا ہال میں لے آیا۔ وہاں جولیا اور میریا پہلے سے موجود تھیں۔

"تم روزا کو اپنے کمرے میں لے جاؤ۔" عمران نے میریا سے کہا۔ "تھوڑی دیر بعد میں تمہیں ایک بڑی خوشخبری سناؤں گا۔ اور ہاں، ان دونوں سے کہہ دینا کہ وہ قیدیوں کے پاس ہی ٹھہریں۔"

"بہت بہتر جناب!" میریا احمقوں جیسا منہ بنا کر ہال سے چلی گئی۔ روزا خاموشی سے دیواروں پر ٹنگے ہوئے لکڑی کے چوب تراشی کے نمونوں کو دیکھتی رہی، پھر آہستہ سے بولی: "یہیں میرے کسی کھوکھلے پیرزوں کے اندر وہ موجود ہے۔"

"تمہارا خیال درست ہے..... وہ اس دوڑتے ہوئے بھینسے کے اندر پوشیدہ ہے۔ اگر تم شیمران سے شادی کا چکر نہ چلاتیں تو وہ کبھی اس حد تک ہوشیار نہ ہوتا۔ تم چاہتی تھیں کہ شادی کر کے کوٹھی میں قیام کرنے کا حق حاصل کر لو اور پھر اطمینان سے اس پینٹنگ کو تلاش کرتی رہو لیکن جب اس نے نیسی ماتیف کے حوالے سے تمہیں فوری طور پر ساتھ رکھنے سے معذوری ظاہر کی تو تم نے دوسرے طریقے اختیار کیے، اور سنو، خان داور کا پستول اس سے تم ہی نے اڑایا تھا۔ میں کبھی کبھی اس کی گاڑی کی تلاشی لیتا رہتا تھا، اس خیال سے کہ شاید کسی ایسی چیز پر ہاتھ پڑ جائے جس سے یہ معلوم ہو سکے چکر کیا ہے۔ لیکن اس پستول کی وجہ سے ایک دوسرا چکر نکل آیا۔ نقب زن تاجو کے سینے سے نکالی جانے والی گولی اسی پستول سے چلائی گئی تھی۔ غالباً خان داور نے وہ لفافہ تاجو کے ذریعے وکیل کی سیف سے غائب کرایا تھا اور پھر مزید رازداری کے خیال سے تاجو کو ختم بھی کر دیا۔"

"میں اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتی۔ اور تمہیں آگاہ کرتی ہوں کہ اگر تم نے وہ پینٹنگ میرے حوالے کر کے مجھے نکل نہ جانے دیا تو میری اور تمہاری حکومت کے درمیان تعلقات خراب ہو جائیں گے اور تم یہ بھی جانتے

ہو گے کہ دونوں کے درمیان ایک بڑا اور اہم سودا ہونے والا ہے۔"

"ہو گا۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "مجھے میری حکومت نے سودا کاری کا حق نہیں دیا۔ سودا وہ خود کرے گی لیکن اب تم بھی اُس کے قبضے میں ہو اور پینٹنگ بھی....."

"تم لوگ پچھتاؤ گے!"

دفعتاً میریا نے ہال میں داخل ہو کر کہا: "تینوں فوجی آ گئے ہیں۔"

"یہیں بھیج دو۔" عمران نے کہا اور روزا کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا، پھر بولا: "تمہیں اب انٹر سروسز انٹیلی جنس کے حوالے کیا جا رہا ہے۔"

روزا نے لاپرواہی ظاہر کرنے کے لیے شانے سکوڑے اور ڈھیلے چھوڑ دیئے۔ پھر فوجی ان دونوں کو لے گئے تھے اور جولیا عمران پر ٹوٹ پڑی: "تم سب کچھ جانتے تھے لیکن تم نے مجھے دھوکے میں رکھا۔" وہ دانت پیس کر بولی۔

"میں صرف اتنا جانتا تھا کہ شیمران فرانسیسی نہیں بلکہ جرمن ہے۔ تین ماہ قبل اس نے وزارت خارجہ سے رابطہ قائم کر کے اپنا راز ظاہر کیا تھا اور درخواست کی تھی کہ اسے بعض غیر ملکی ایجنٹوں کی دستبرد سے بچایا جائے۔ اُس نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ کینسر کا مریض ہے اور زیادہ عرصے تک زندہ نہیں رہے گا اور جس چیز کے لیے غیر ملکی ایجنٹ اس کے پیچھے پڑے ہیں، وہ اس کی موت کے بعد ہماری تحویل میں آ جائے گی۔ اُس نے یہ بھی درخواست کی تھی کہ اس سے اس چیز کے بارے میں کچھ نہ پوچھا جائے کیونکہ اس کے مرتے ہی خود بخود یہ راز ظاہر ہو جائے گا جس کو وہ عرصے سے چھپائے ہوئے ہے۔ بس وہ یہ چاہتا ہے کہ وہ چیز کسی یہودی ایجنسی کے ہاتھ نہ لگنے پائے اور وہ چیز پینٹنگ تھی۔" کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ اُسے اس لفافے کے بارے میں بتانے لگا جو وکیل کی سیف سے اڑایا گیا تھا۔

"دراصل وہ فوٹو گراف جلانے کے لیے تھا۔ وہ لفافہ میری ہی موجودگی میں کھولا گیا کہ شیمران نے اپنے وکیل کو یہی ہدایت دی تھی اور پھر اس فوٹو گراف کو دیکھ کر مجھے یاد آیا کہ دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر فرانس، امریکہ اور روس کو ہاؤل نے سوف نامی پینٹنگ کی تلاش تھی جو ہٹلر کی تصاویر کے کلکشن سے غائب ہوئی تھی۔ خیال تھا کہ اس پینٹنگ سے نازیوں کے فوجی نوعیت کے کچھ راز وابستہ تھے۔ بہرحال پھر مجھے پینٹنگ کی تلاش ہوئی اور پچھلی رات میں نے اسے ڈھونڈ نکالا۔ پینٹنگ کے ساتھ ہی ایک خط ملا جو اس نے میرے نام لکھا تھا اور اس کے ساتھ اصل وصیت نامہ بھی تھا۔ اس نے اپنی ساری جائیداد اور نقد رقومات اپنے سیکرٹری میریا کے نام منتقل کر دی ہیں اور یہ بھی بتایا ہے کہ وہ دراصل ہٹلر کی سیکرٹ سروس کا ایک رکن تھا۔"

"لیکن میرا دل بے حد کڑھ رہا ہے۔" جولیا بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"اس کی زندگی میں یقیناً کڑھ رہا ہوتا لیکن تم تو اس کی بیوی اُس وقت بنائی گئی تھیں جب وہ مر چکا تھا۔ محض اس لیے کہ کہیں اُس کے مرتے ہی روزا اپنی شادی کا سرٹیفکیٹ دکھا کر کوٹھی پر قبضہ نہ کر لے..... شیمران نے مجھے بتا دیا تھا کہ نیسی ماتیف کبھی اس کی زندگی میں تھی اب زندہ نہیں، لیکن اُس پر کبھی کبھی اس کا ذکر کرنے کا دورہ پڑتا ہے اور وہ لوگوں سے کہتا ہے کہ وہ اس کی بیوی ہے اور پیرس میں مقیم ہے مگر روزا کے چکر میں پڑنے کے بعد اس نے خود ہی ہوشیار ہو کر روزا کو یہ حقیقت بھی بتا دی تھی، اس لیے یہ ڈرامہ کرنا پڑا۔ بہرحال اُس نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ اُسے وہ پینٹنگ ایک مفرور نازی جنرل تک پہنچانی تھی اور اس سے حلف پر ہاتھ رکھ کر قسم لی گئی تھی کہ وہ جیتے جی اسے کسی اور کے ہاتھ نہ لگنے دے گا، اور اس کی قسم کا بھرم رکھنے کے لیے وہ یہ طریقہ اختیار کر رہا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد ہی پینٹنگ ہمارے ہاتھ لگے۔ اُس نے اس نازی جنرل کو ساری دنیا میں تلاش کیا تھا اور پھر تھک ہار کر یہاں آ بسا تھا۔ وہ نازی جنرل اُسے کہیں نہ مل سکا۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ خود بھی نہیں جانتا کہ اس پینٹنگ کی اہمیت کیا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اس میں کس قسم کے راز پوشیدہ ہیں۔ بس وہ اپنی موت کی آہٹ سن کر یہ پینٹنگ ہمارے حوالے کر رہا ہے۔"

"مگر روزا نے اس کے ساتھ بڑی عمدہ تدبیر کی تھی۔ اگر کسی دن تمہیں بھی کوئی اسی طرح شراب پلا کر....." جولیا جملہ پورا کیے بغیر خاموش ہو گئی۔

"ہوش میں آتے ہی خالی بوتل نگل کر خودکشی کر لوں گا۔" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"بہتر ہے اُس کے تیچے کو شراب کر خود منہ لگا دینا۔" جولیا نے جل کر کہا۔

"کیا کوئی نتیجہ بھی ہے؟" عمران نے چونک کر پوچھا اور جولیا اُسے مارنے دوڑی۔ ہال سے نکلا ہی تھا کہ میریا سے مڈبھیڑ ہو گئی۔

"کیا خوشخبری سنانے والے تھے مسٹر عمران؟" اس نے پوچھا۔

"یہ تمہارے لیے ہے!" عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا اور خود کوٹھی سے نکل بھاگا۔